ڈائنوسار کی نسل کے ساتھ درحقیقت کیا ہوا؟

از: کین حام　　　　مترجم: شبانہ سرفراز
نظرثانی وتدوین:　　　　ندیم مسی

بائبل ڈائنوساروں کے متعلق وضاحت پیش کرتے ہوئے اُن کے وجود کے تعلق سے چند ہزار سالہ تاریخ کا خاکہ پیش کرتی ہے جس میں بائبل بیان کرتی ہے کہ یہ کب معرضِ وجود میں آئے اور کس طرح صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

بچّوں اور بڑوں کو زمین کی کئی ملین سالوں پر مشتمل تاریخ کا تصور ذہن نشین کروانے کے لئے زمین پر ہوگزرنے والے یا موجود کسی بھی جانور سے زیادہ ڈائنوساروں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم بائبل ڈائنوساروں کے متعلق وضاحت پیش کرتے ہوئے اُن کے وجود کے تعلق سے چند ہزار سالہ تاریخ کا خاکہ پیش کرتی ہے جس میں بائبل بیان کرتی ہے کہ یہ کب معرضِ وجود میں آئے اور کس طرح صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ اِس کے لئے دو اہم حوالہ جات پیدائش 1 باب 24-25 آیات اور ایوب 40 باب 15-24 آیات ہیں۔

کیا ڈائنوسار ایک پُر اسرار بھید ہیں؟

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کرہ اِرض پر اِن دیوہیکل جانوروں کی موجودگی اور اُن کے خاتمے کے بارے میں حقائق ایک راز کے طور پر دفن ہو چکے ہیں اور ہم شاید کبھی بھی یہ نہیں جان پائیں گے وہ کہاں سے آئے، اِس زمین پر کب آباد رہے، اور پھر بالآخر اُنکے ساتھ کیا ہوا؟ تاہم صرف ڈائنوسار اُسی صورت میں ایک راز یا معمہ ہیں اگر آپ اُن کی تاریخ کے تعلق سے ارتقائی کہانی پر یقین رکھتے ہوں۔

ماہرین ارتقاء کے مطابق: ڈائنوسار انسان کے ارتقاء پذیر ہونے سے قبل قریباً 235 ملین سال پہلے ارتقاء پذیر ہوئے[1]۔ کوئی انسان کبھی ڈائنوساروں کے ساتھ نہیں رہا۔ زمین کی تہوں میں پائے جانے والے فوسلوں میں اُنکی تاریخ درج ہے جو کئی ملین سالوں کے دورانیے میں جمع ہوئے ہیں۔ گروہی زندگی گزارنے کی بدولت وہ اِس قدر کامیاب ترین جانور تھے کہ اُنہوں نے ممکنہ طور پر اِس زمین پر راج کیا تھا۔ تاہم قریباً 65 ملین سال پہلے کچھ ایسا ہوا جس نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا اور ڈائنوسار دُنیا سے غائب ہو گئے۔ زیادہ تر ماہرین ارتقاء یہ یقین رکھتے ہیں کہ چند ارتقائی اور جغرافیائی تبدیلیوں جیسے کہ اجرام فلکی کے گرنے کے ردِعمل میں یہ مارے گئے۔ تاہم بہت سے ماہرین ارتقاء اس بات کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ اِن میں سے کچھ ڈائنوساروں نے اپنے آپ کو پرندوں کی صورت میں ڈھال لیا اور اِس طرح معدوم نہیں ہوئے بلکہ وہ آج بھی ہمارے اردگرد اُڑتے پھر رہے ہیں[2]۔

اگر آپ ڈائنوساروں کی تاریخ کے بارے میں بائبل کے بالکل مختلف بیان کو مانتے ہیں تو پھر ان کا وجود ہمارے لئے کوئی راز یا معمہ نہیں رہتا۔

بائبل کے مطابق: ڈائنوسار 6000 سال پہلے معرضِ وجود میں آئے[3]۔ خُدا نے چھ دنوں کے تخلیقی ہفتے میں خشکی کے دوسرے جانوروں کے ساتھ ہی ڈائنوساروں کو بھی تخلیق کیا (پیدائش 1 باب 20

تا25 آیات)۔ چھٹے دن خُدا نے آدم اور حوا کو بنایا، پس ڈائنوسار اور انسان ایک ہی وقت اور ایک ہی زمانہ میں ساتھ ساتھ رہے نہ کہ لامحدود طور پر طویل زمانوں میں الگ الگ۔

انسان کی تخلیق سے پہلے ڈائنوسارو ں کا خاتمہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ موت ،قتل و غارت ، بیماریاں اور دُکھ درد حقیقت میں آدم کے گناہ کا نتیجہ ہیں۔(پیدائش 1 باب 29 تا30 آیات؛ رومیوں 5 باب 12 تا14 آیات،1 کرنتھیوں 15 باب 21 تا22 آیات)

ہوا میں سانس لینے والے خشکی کے تمام جانوروں کے مخصوص نمائندگان جب نوح کی کشتی میں سوار ہوئے تو اُن میں ڈائنوسار بھی شامل تھے۔ جو جانور کشتی سے باہر رہ گئے وہ طوفانی سیلاب کی تباہ کاری کی بدولت ہلاک ہو گئے اور اُن کی بہت سی باقیات نے زمین میں دب کر فوسلوں کی شکل اختیار کر لی۔

سیلابی طوفان کے بعد تقریباً 4,300 سال پہلے جب طوفان سے بچ جانے والے خشکی کے جانوروں کا بقیہ نوح کی کشتی سے باہر آیا تو اُن میں ڈائنوسار بھی شامل تھے جنہوں نے انسانوں کے ساتھ موجودہ دنیا میں زندگی بسر کی۔ گناہ کی بدولت زمین کے لعنت زدہ ہونے اور پھر طوفانِ نوح کے آنے کی وجہ سے زمین میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔طوفان کے بعد موسمی تغیرات ،خوراک کی قلت ، بیماریاں اور دیگر انسانی سرگرمیاں بہت سے جانوروں کے خاتمے کا باعث بنیں۔اور دیگر بہت سارے جانوروں کی طرح ڈائنوسار بھی مر گئے۔اب خشکی کے اُن تمام جانداروں میں صرف ڈائنوسار ہی ایک بہت بڑا معمہ کیوں قرار دیئے جاتے ہیں؟

آخر مختلف نظریات کیوں؟

ڈائنوساروں کے بارے میں بیان کردہ تشریحات یوں یکسر مختلف کیسے ہوسکتی ہیں؟ کوئی چاہے ارتقائی نظریے کا حامل شخص ہو یا بائبل کے بیان کردہ تاریخی شواہد کو مانتا ہوا سکے لئے ڈائنوسار کے بارے میں شہادتیں ایک جیسی ہی ہیں۔تمام سائنسدان کے پاس ایک جیسے حقائق ہیں — اُن کے پاس ایک ہی جیسی دُنیا ہے، ایک جیسے فوسل ہیں، ایک جیسی زندہ مخلوقات ہیں اور یکساں کائنات ہے۔

اب اگر یہ حقائق ایک جیسے ہیں تو پھر تشریحات کس طرح مختلف ہوسکتی ہیں؟ اِس کی وجہ شاید یہ ہے کہ سائنسدان ڈائنوساروں کے بارے میں صرف موجودہ زمانے کے فوسل ریکارڈ کو سامنے رکھتے ہیں — مگر وہ اِس حاصل کردہ ریکارڈ کی مدد سے ماضی کو حال سے جوڑنے کی کوشش بھی کررہے ہیں۔ اُن کا سوال یہ ہے کہ ''تاریخ میں آخر ایسے کونسے عوامل وقوع پذیر ہوئے جن کے باعث ڈائنوسار معرض وجود میں آئے اور معدوم ہوئے اور پھر اُن میں سے بہت سارے فوسلوں کی صورت میں زمین کی تہہ میں دفن ہوگئے۔[4]

سائنس کی وہ شاخ جو اِن معاملات پر بحث کرتی ہے وہ تاریخی یا بنیادی سائنس کہلاتی ہے، اور یہ عملیاتی سائنس سے مختلف ہے جس کی بدولت ہم کمپیوٹر، ستی، خوراک، خلائی تحقیق، بجلی اور دیگر ایسی سہولتوں سے استفادہ کرتے ہیں۔تاریخی یا بنیادی سائنس ماضی سے متعلقہ ہے جو براہِ راست تجربات کی متحمل نہیں ہے جبکہ عملیاتی سائنس اُن تمام روزمرہ کے کاموں سے متعلقہ ہے جو بلاشبہ بارہا تجربات کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ماضی کے ریکارڈ کی تشکیلِ نو میں مشکلات کی وجہ سے فوسلوں پر تحقیقات کرنے والے سائنسدانوں (ماہرینِ رکازیات) کے ڈائنوساروں کے بارے میں طرح طرح کے مختلف نظریات ہیں۔[5] حاصل بحث یہ کہ علم رکازیات (فوسلوں کا مطالعہ) سیاست سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، اِس میں جذباتیت سے بہت کام لیا جاتا ہے اور بہت دفعہ ایک ہی طرح کے حقائق سے باآسانی مختلف قسم کے نتائج اخذ کر لئے جاتے ہیں۔[6]

ایک ماہر رکازیات (فوسلوں کا سائنسدان) جو بائبل کو خُدا[7] کا کلام مانتے ہوئے اُس کے ریکارڈ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اُس ملحد سے جو بائبل کا منکر ہے بالکل مختلف نتائج اخذ کرے گا۔ تاریخی سائنس کے بہت سارے نظریات کے حوالے سے تنازعات کی اصل وجہ خدا کے کلام کی بالارادہ نفی ہے (2 پطرس 3 باب 3 تا 7 آیت)۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ بائبل صرف مذہب یا نجات کے متعلق ایک کتاب ہے۔ لیکن درحقیقت یہ اِس سب سے بہت بڑھ کر ہے۔ بائبل نہ صرف کائنات کی تخلیق کی تاریخ کے بارے میں بیان کرتی ہے بلکہ کائنات کے اندر مستقبل میں ہونے والے واقعات کا ذکر بھی کرتی ہے۔ یہ ہمیں وقت کے آغاز اور تاریخ کے اہم واقعات جیسے کہ دُنیا میں گناہ اور موت کے داخل ہونے، پانی سے تمام دُنیا کے تباہ ہونے، بابل کے بُرج کی تعمیر کے وقت زبانوں میں اختلاف پڑنے، خُدا کے بیٹے کے مجسم ہونے، اُس کی موت اور جی اُٹھنے اور نئے آسمان اور نئی زمین کے بارے میں وضاحت پیش کرتی ہے۔

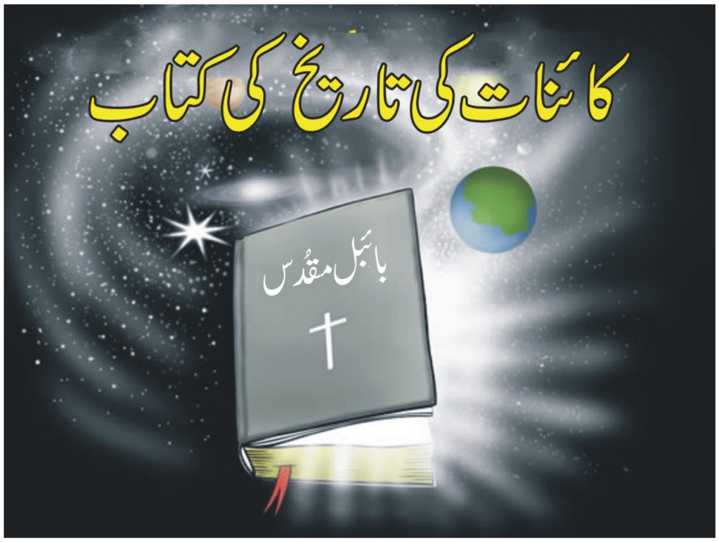

بنیادی طور پر سوچ بچار کے صرف دو ہی طریقے ہیں: ایک طریقہ وہ ہے جس میں ہر طرح کی سوچ (بشمول حیاتیات، تاریخ اور ارضیات) کی بنیاد خُدا کا الہام (بائبل) ہے جس کے نتیجے میں مسیحی نظریہءِ حیات سامنے آتا ہے؛ یا پھر دوسرا طریقہ ہے جس میں سوچ کی بنیاد انسانی اعتقادات (جیسے کہ ارتقائی کہانی) ہے جس کے نتیجے میں سیکولر نظریہءِ حیات سامنے آتا ہے۔

میڈیا اور مخصوص نظامِ تعلیم کے ذریعے بہت سے مسیحیوں کو لادینی انداز میں سوچنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ وہ اپنے اندازِ فکر کو بیان کرنے کے لئے بائبل کو بنیاد بنانے کی بجائے بائبل کو سمجھنے کے لیے بھی سیکولر اندازِ فکر کی طرف مائل ہوتے ہیں (رومیوں 12 باب 1 تا 2 آیات؛ افسیوں 4 باب 20 تا 24 آیات)۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ ''خداوند کا خوف علم کا شروع ہے'' (امثال 1 باب 7 آیت)؛ ''خداوند کا خوف حکمت کا شروع ہے'' (امثال 9 باب 10 آیت)۔

اگر کوئی تاریخ کو ارتقائی نظریے کے تحت جس کا کوئی عینی اور تحریری ثبوت نہیں ہے بیان کرے تو پھر وہ اِس طرزِ فکر کو حال میں موجودات کی شہادتوں کو بیان کرنے کے لیے بھی استعمال کرتا ہے۔ پس اسی وجہ سے ہمارے پاس ڈائنوساروں کے متعلق ارتقائی تشریحات موجود ہیں۔ ہاں اگر کوئی تاریخ کو بائبلی نقطہءِ نظر سے جس کا باقاعدہ ایک عینی شاہد (خدا) اور تحریری ریکارڈ موجود ہے بیان کرے تو اُنہی شہادتوں کو بیان کرنے کے لیے وہ بالکل مختلف اندازِ فکر استعمال کرے گا۔ پس اِس طرح ہمارے پاس ڈائنوساروں کے بارے میں بائبلی تشریحات بھی موجود ہوتے ہیں۔

ڈائنوساروں کی تاریخ

تقریباً تمام دنیا میں جگہ جگہ سے کھدائی کے دوران ڈائنوساروں کی ہڈیاں فوسلوں کی شکل میں ملی ہیں۔ کچھ جگہوں سے صرف ہڈیوں کے چند ٹکڑے ملے ہیں لیکن بعض جگہوں سے پورے پورے ڈھانچے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ اُن کی کھوپڑیوں اور مختلف اعضاء کی خاص ساخت کی وجہ سے اب سائنسدان ڈائنوساروں کی مختلف اقسام بیان کرنے کے قابل ہیں۔[8]

ڈائنوسار آئے کہاں سے؟

بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ چھ دنوں کے تخلیقی ہفتے میں خدا نے مختلف انواع و اقسام کے خشکی کے جانور پیدا کئے (پیدایش 1 باب 25-24 آیات)۔ چونکہ ڈائنوسار بھی خشکی کے جانور تھے اِس لیے جانوروں کی اُن اقسام میں وہ بھی شامل تھے۔[9]

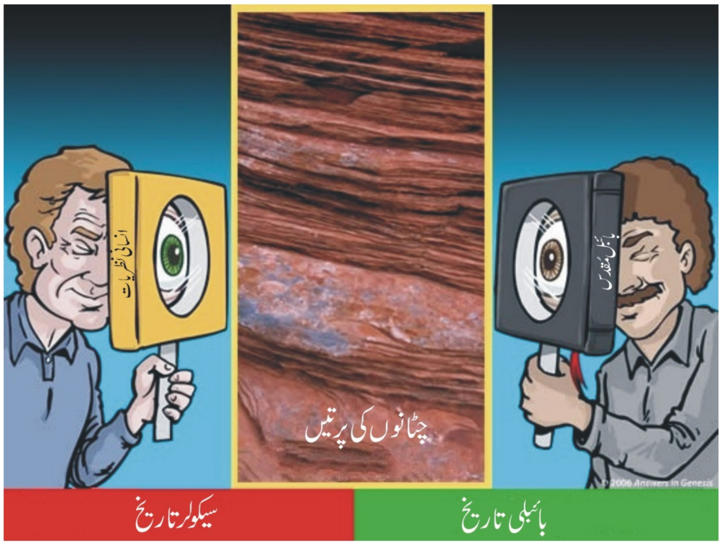

نظریہ ارتقاء کے حامل ماہرین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ڈائنوسار خشکی پر رینگنے والے اُن جانوروں سے ارتقاء پذیر ہوئے جو خود درحقیقت جل تھلیوں (وہ جانور جو خشکی اور پانی دونوں پر رہ سکتے ہو) سے ارتقاء پذیر ہوئے تھے۔ لیکن اپنے اس دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لئے وہ ان انواع کے اندر تغیر پذیری کے کسی ایک بھی واقعے کو ثبوت کے طور پر پیش نہیں کر سکے۔ ارتقائی نقطہ نظر سے لکھی جانے والے کتب میں ڈائنوساروں کے شجرہ نسب میں اُنکی بہت سی اقسام کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں چند فرضی لکیروں سے اُن کے آباؤاجداد سے ملایا گیا ہے جو کہ عام دیگر جانور تھے۔ عام جانوروں اور ڈائنوساروں کے درمیان یہ فرضی لکیریں اِس لئے کھینچی گئی ہیں کیونکہ اُن جانوروں کے اپنی نسل کے علاوہ کسی اور نسل کے جانوروں میں تغیر پذیری کا کوئی فوسلی ثبوت موجود نہیں ہے۔ ماہرین ارتقاء اپنے اِس نظریے کو بھی سچ ثابت نہیں کر سکتے کہ ڈائنوساروں کے آباؤاجداد ڈائنوسار نہیں بلکہ کوئی اور جانور تھے۔

ڈائنوسار کیسے دکھائی دیتے تھے؟

جب دریافت کردہ ہڈیاں سے ڈائنوساروں کی تشکیل نو کی گئی تو سائنسدان نے ہر ممکنہ اندازے لگائے لیکن بیشتر اوقات وہ سب چیزوں پر متفق نہ ہوتے تھے۔

عام طور پر سائنس دان کھدائی کر کے ڈائنوسار کو گوشت پوشت سمیت جوں کا توں نہیں نکالتے۔ جسم کی ساری ہڈیاں دریافت ہونے کے باوجود ایک جاندار کی اصل ہیت کو بیان کرنے کے لیے وہ صرف 40 فیصد سے کم حصے کے بارے میں معلومات حاصل کر پاتے ہیں۔ کھدائی کے دوران حاصل کردہ ہڈیاں ہمیں جانور کے رنگ کے بارے میں نہیں بتاتیں۔ اگرچہ حاصل کردہ جلد کے چند فوسل ہمیں جلد کی ساخت کے بارے میں تو ضرور بتاتے ہیں مگر رنگ کے بارے میں نہیں۔ جس طرح آج کے رینگنے والے جاندار مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اِسی طرح ڈائنوساروں کے رنگ اور جلد کی ساخت بھی الگ الگ ہوتی ہوگی۔

جب دریافت کردہ ہڈیاں سے ڈائنوساروں کی تشکیل نو کی گئی تو سائنسدان نے ہر ممکنہ اندازے لگائے لیکن بیشتر اوقات وہ سب چیزوں پر متفق نہ ہوتے تھے۔ مذاکرت میں وہ یہ جاننے کی کوشش بھی کرتے رہے کہ آیا ڈائنوسار سرد خون والے جاندار تھے یا پھر یا گرم خون والے۔ علاوہ ازیں دریافت کردہ ہڈیوں سے یہ جاننا بھی مشکل تھا کہ وہ ہڈیاں کسی نر کی تھیں یا پھر مادہ ڈائنوسار کی۔ اِس سلسلے میں بہت زیادہ قیاس آرائیاں کی جاتی رہی ہیں۔

کئی دفعہ سائنسدان موجودہ طور پر دریافت شدہ ہڈیوں کو لیکر ڈائنوسار کے ڈھانچے کی تشکیل نو کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں، اور پھر نئی دریافت ہونے والی ہڈیوں کی وجہ سے اُس ڈھانچے میں کئی طرح کی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ مثال کے طور پر ڈائنوساروں کی اقسام میں برونٹو سارس (Brontosaurus) ایک مشہور قسم ہے لیکن ڈائنوساروں کی نئی لغات میں اِس کا نام موجود نہیں، کیونکہ ابتدائی دریافت کنندہ نے ایک ڈائنوسار کے ڈھانچے پر غلط سر لگا دیا تھا جس کو پہلے ہی اپاٹو سارس (Apatosaurus) کا نام دیا جا چکا تھا۔[10]

ڈائنوساروں کو کس نے دریافت کیا؟

سیکولر کتب 1677 میں ڈائنوساروں کی پہلی دریافت کے بارے میں بتاتی ہیں جب ڈاکٹر روبرٹ پلاٹ کو چند ہڈیاں ملیں جو کہ اتنی بڑی تھیں کہ اُن کے بارے میں تصور کیا جانے لگا کہ وہ کسی دیوہیکل ہاتھی یا پھر کسی دیونما انسان کی تھیں۔[11]

1822 میں انگلستان میں سوسکس (Sussex) کی رہائشی میری این مینٹل ایک دن سیر و تفریح کے لئے ایک گاؤں میں گئی۔ روایت کے مطابق اُس نے سورج کی روشنی میں ایک پتھر کو چمکتے ہوئے دیکھا جسے اُس نے اپنے خاوند ڈاکٹر مینٹل کو دکھایا جو فوسل جمع کیا کرتا تھا۔ ڈاکٹر مینٹل ایک معالج تھا جس نے غور کر کے دیکھا کہ پتھر کے اندر رینگنے والے جانوروں کے دانتوں سے ملتا جلتا ایک دانت تھا جو موجودہ رینگنے والے جانوروں کے دانتوں سے قدرے بڑا تھا۔ پس اُس نے نتیجہ اخذ کیا کہ وہ دانت اگونا (Iguana) جیسے کسی بڑے سبزی خور جانور کا تھا جو اب ناپید ہو چکے ہیں 1825 میں اُس نے اِس دانت سے متعلقہ جانور کو اگوانڈون Iguanodom (یعنی اگوانا کے دانت والا) کا نام دے دیا۔ یہ ڈاکٹر مینٹل ہی تھا جس نے رینگنے والے جانوروں کی عمروں کے حوالے سے تشہیر کرنا شروع کی۔[12]

تاہم بائبلی تناظر میں اوپر بیان کردہ تاریخ اصل میں ڈائنوسار کے دوبارہ دریافت کئے جانے کی تاریخ ہے۔ درحقیقت سب سے پہلے آدم نے ڈائنوسار وں کو اُس وقت دریافت کیا جب اُس نے اُنہیں باغ عدن میں دیکھا تھا۔

یہ دیوہیکل جانور کب معرض وجود میں آئے

ماہرین ارتقاء یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ڈائنوسار کروڑوں سال پہلے زمین پر موجود تھے لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جب ڈائنوساروں کی ہڈیاں کھود کر حاصل کی گئیں تو اُن پر تاریخ کا لیبل چسپاں نہیں تھا۔ ارتقائی ماہرین یہ اعداد و شمار صرف بالواسط تاریخ نگاری کے اصولوں کے ذریعے حاصل کرتے ہیں جن پر کئی دیگر سائنسدان سوالات بھی اُٹھاتے ہیں، اور اِس کے علاوہ کئی ملین سالوں نے نظریے کے برخلاف بہت زیادہ شواہد بھی موجود ہیں۔[13]

کیا خُدا ہمیں بتاتا ہے کہ اُس نے ڈائنوساروں کی ایک قسم ٹائرونوسارس ریکس (Tyrannosaurus rex) کو کب بنایا؟ بہت سے لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ لیکن بائبل ہمیں بتاتی ہے خُدا نے چھ دنوں میں ساری چیزوں کو خلق کیا۔ اُس نے چھٹے دن خشکی کے جانوروں کو بھی پیدا کیا جن میں ڈائنوسار بھی شامل تھے (پیدایش 1 باب 24 تا 25 آیات)۔ اسطرح اُن کا زمانہ 6000 سال پرانا بتایا جاتا ہے ___ کائنات کی تخلیق کی بھی لگ بھگ یہی تاریخ ہے جسے بائبل سے حاصل کردہ اعداد و شمار کو اکٹھا کر کے اخذ کیا گیا۔[14] اب چونکہ ٹی ریکس ایک خشکی کا جانور تھا اور خدا نے تمام خشکی کے جانوروں کو چھٹے دن تخلیق کیا لہذا اُس نے ٹی ریکس کو بھی چھٹے دن تخلیق کیا۔

مزید برآں ہم بائبل میں دیکھتے ہیں کہ گناہ سے پہلے موت، قتل و غارت گری، بیماری اور دکھ تکالیف کا کوئی وجود نہ تھا۔[15] اگر کوئی شخص پیدایش سے مکاشفہ تک حوالہ بحوالہ اِس کی تشریح و مطالعہ کرے تو جان جائے گا کہ موت، قتل اور خون بہانا آدم کے گناہ کرنے سے وجود میں آئے۔ سب سے پہلے جانور کی موت اُس وقت واقع ہوئی جب خدا نے باغ عدن میں ایک جانور ذبح کیا اور آدم و حوا کے ننگے پن کو ڈھانپنے کیلئے اُن کے لئے چمڑے کے کرتے بنائے (پیدایش 3 باب 21 آیت)۔ یہ بعد میں انسان کے کفارے کے لئے بہائے جانے والے یسوع کے خون کا ایک عکس تھا۔ اِس لئے گناہ سے پہلے مردہ جانور کی ہڈیوں کا بھی تصور نہیں کیا جا سکتا ___ اور ایسا تصور انجیل کی سچائی کو کھوکھلا یا کمزور کرنے کی ایک کوشش ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں گناہ وارد ہونے کے بعد ڈائنوسار ضرور مر گئے ہوں گے لیکن اُس سے پہلے ہرگز نہیں۔اسی طرح ڈائنوساروں کی ہڈیاں بھی کئی ملین سالوں پرانی نہیں ہوسکتیں کیونکہ آدم کو صرف چند ہزار سال پہلے دُنیا میں خلق کیا گیا تھا۔

کیا بائبل ڈائنوساز کا تذکرہ کرتی ہے؟

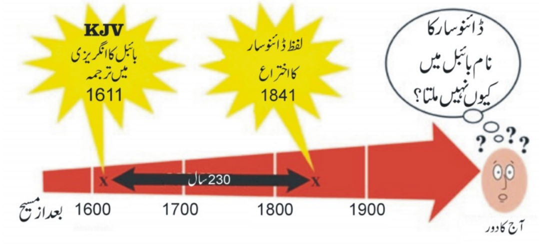

اگر ہم ڈائنوساروں کو دیکھیں تو ہم اس بات کی توقع کریں گے کہ بائبل جیسی پرانی تاریخی تحریروں میں ان جانوروں کا ذکر ضرور ہونا چاہیے۔1611ء میں کنگ جیمس ورژن کا پہلی بار ترجمہ کیا گیا۔[16] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اِس ترجمے میں اور اسی طرح بائبل کے دوسرے تراجم میں کہیں بھی لفظ ڈائنوسار استعمال نہیں کیا گیا اِسلئے بائبل ڈائنوساروں کا ذکر ہی نہیں کرتی۔

یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ لفظ ڈائنوسار ہی 1841ء میں اختراع کیا گیا تھا اس لئے اِس سے پہلے اِس لفظ کا کہیں پر ذکر مل بھی نہیں سکتا تھا۔[17] سر رچرڈ اووَن ایک مشہور برطانوی ماہر علم تشریح اور برطانوی عجائب گھر کے پہلے نگران تھے (اور وہ ڈاروّن کی طرف سے پیش کیے جانے والے نظریہ ارتقاء کے بھی سخت مخالف تھے)۔اُنہوں نے اگوانڈون (Iguanodon) اور میگالوسارس (Megalosaurus) کی ہڈیوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے محسوس کیا کہ زمین پر رینگنے والے جانداروں کا یہ کوئی انوکھا گروہ تھا جس کی کبھی درجہ بندی ہی نہیں کی گئی تھی۔اُنہوں نے یونانی زبان کے ایک لفظ سے ''ڈائنوسار'' کی اصطلاح کو اختراع کیا جس کے معنی ہیں ''خوفناک چھپکلی''۔[18] اس لئے کسی کو بھی لفظ ڈائنوسار کے کنگ جیمس بائبل میں ملنے کی توقع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جب یہ ترجمہ کیا گیا اُس وقت تو لفظ ڈائنوسار ہی موجود نہ تھا۔

کیا اِن جانوروں کے لئے ڈائنوسار کے علاوہ کوئی اور لفظ بھی استعمال ہوا ہے؟ دنیا میں اژدہاؤں یا اُڑنے والے سانپوں کے بارے میں بہت سی داستانیں موجود ہیں۔اِن اژدہاؤں کی شکل وشباہت کو بیان کرنے کے لئے جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ چند مخصوص ڈائنوساروں کی خصوصیات سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہیں۔ تو کیا پھر یہ ممکن ہے کہ یہ بیانات اُنہی جانوروں سے مڈبھیڑ کے ہوں جنہیں آج ہم ڈائنوساروں کے طور پر جانتے ہیں؟

جس طرح عالمگیر طوفان (طوفان نوح) کو بنیاد بنا کر اِس زمین کے مختلف علاقوں میں کئی دیومالائی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں—تو پھر اژدہاؤں کے متعلق بیان کی جانے والی اساطیری کہانیاں بھی غالباً کچھ حقیقی جانوروں کیساتھ مڈبھیڑ جیسے واقعات کی بنیاد پر بنائی گئی ہونگی جنہیں آج ہم ڈائنوسار کہتے ہیں۔بہت سے اُڑنے والے سانپوں یا زمینی اژدہاؤں کے بارے میں بیان کردہ تفصیلات بالکل اُن جانوروں کی شباہت کی تفصیلات کے عین مطابق ہے جنہیں آج ہم ڈائنوساروں کے طور پر جانتے ہیں۔

پیدائش 1 باب 21 آیت میں بائبل بیان کرتی ''اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار کو جو پانی سے بکثرت پیدا ہوئے تھے اُنکی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو اُنکی جنس کے موافق پیدا کیا۔'' یہاں پر ''بڑے دریائی جانور'' کے لئے عبرانی لفظ (Tannin) استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ (کنگ جیمس ورژن میں) وہیل کیا گیا ہے جبکہ یہی عبرانی لفظ دیگر جگہوں پر اژدہے کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔پس یہ ممکن ہے کہ بائبل کی پہلی کتاب کے پہلے باب میں خُدا اُن بڑے بڑے سمندری اژدہاؤں (سمندر میں رہنے والے ڈائنوسار نما جانوروں کا ذکر کررہا ہو) جن کو اُس نے پیدا کیا۔ بائبل میں سمندر کے اندر رہنے والے اِن اژدہاؤں کے بارے میں اور بھی بہت سے حوالہ جات ملتے ہیں، جیسے کہ 74 زبور کی 13 آیت میں لکھا ہے کہ ''تو پانی میں اژدہاؤں کے سر کچلتا ہے۔'' اور یسعیاہ 27 باب 1 آیت میں مرقوم ہے کہ ''اُس وقت خُداوند اپنی سخت اور بڑی اور مضبوط تلوار سے اژدہا یعنی تیز رو سانپ کو اور دریائی اژدہا کو قتل کریگا۔'' گوکہ لفظ ڈائنوسار خاص طور پر اُن جانوروں کے لئے استعمال ہوا جو خشکی پر رہتے ہیں، سمندری اژدہاؤں اور اُڑنے والے سانپوں کو اکثر ڈائنوساروں کی ایک قسم یا گروپ میں شامل کیا جاتا ہے۔جیسے کہ سمندری اژدہاؤں میں ڈائنوسار نما جانور موساسارس (Mosasaurus) وغیرہ شامل ہوسکتے ہیں۔[19]

ایوب 41 باب میں لیوایاتھن نامی ایک بہت بڑے دیوہیکل جانور کا ذکر کیا گیا ہے جو منہ سے آگ اُگلتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ یہ بلا نما جانور تقریباً 40 فٹ (12 میٹر) لمبے سارکوسوکس ایمپریٹر (Sarcosuchus Imperator)[20] نامی دیوہیکل مگرمچھ جیسا کوئی جانور رہو یا پھر 82 فٹ (25 میٹر) لمبی لیوپلیوروڈن (Liopleurodon) نامی سمندری بلا جیسی کوئی چیز ہو۔

بائبل میں اُڑنے والے سانپوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے: ''۔۔۔اُڑنے والے آتشی سانپ'' یسعیاہ 30 باب 6 آیت۔ یہ حوالہ غالباً پٹروڈیکٹیلس نامی جانوروں کے متعلق ہوسکتا ہے جنہیں عام طور پر اُڑنے والے ڈائنوسار وں کے طور پر جانا جاتا ہے جیسے کہ پٹرینوڈون (Pteranodom)، ریمفورینکس (Rhamphorhynchus)، یا پھر اورینتھوخیرس (Ornithocheirus)۔[21]

طوفانِ نوح کے تھوڑے عرصے بعد ہی خُدا خشکی کے اِن بڑے بڑے جانوروں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بندہ ایوب پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ کتنا عظیم خالق ہے:

''اب ہپوپوٹیمس کو دیکھ جسے مَیں نے تیرے ساتھ بنایا۔ وہ بیل کی طرح گھاس کھاتا ہے۔ دیکھ اُسکی طاقت اُسکی کمر میں ہے اور اُس کا زور اُسکے پیٹ کے پٹھوں میں۔
وہ اپنی دم کو دیودار کی طرح ہلاتا ہے۔ اُسکی رانوں کی نسیں باہم پیوستہ ہیں۔ اُس کی ہڈیاں پیتل کے نلوں کی طرح ہیں۔ اُسکے اعضاء لوہے کے بینڈوں کی مانند ہیں۔
وہ خُدا کی خاص صنعت ہے۔ اُسکے خالق ہی نے اُسے تلوار بخشی ہے۔'' (ایوب 40 باب 15 تا 19 آیات)

جس لفظ کا ترجمہ یہاں پر ہپوپوٹیمس کیا گیا ہے وہ لفظ اصل میں بیہموتھ (Behemoth) ہے اور مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جانور خُدا کے زمین پر تخلیق کردہ جانوروں میں سے بڑا ترین جانور تھا۔ پس غور طلب بات یہ ہے کہ یہ بیہموتھ اِن تخلیق کردہ جانوروں کی کون سی قسم سے تعلق رکھتا تھا؟

بائبل کے مترجمین جو اکثر عبرانی زبان کی نقول سے ترجمہ یا تفسیر کرتے ہیں وہ اِس لفظ بیہموتھ (Behemoth) کے اصل معنی کے بارے میں پر یقین نہیں ہیں۔ لہٰذا زیادہ تر ترجموں (جیسے کہ کنگ جیمز ورژن، نیو کنگ جیمز ورژن، نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورژن) میں اس لفظ بیہموتھ کو جوں کا توں لکھ دیا گیا ہے۔ تاہم بائبل کی بہت سی تفاسیر اور بہت سے مطالعاتی ایڈیشن میں لفظ بیہموتھ (Behemoth) کو ممکنہ طور پر ہاتھی یا ہپوپوٹیمس قرار دیا گیا ہے۔[22] بائبل کے کچھ تراجم میں دراصل اِس لفظ کا اِسی طرح ترجمہ کر دیا گیا ہے یعنی ہاتھی یا ہپوپوٹیمس۔[23] لیکن حقیقت اِس کے برعکس ہے کیونکہ خُدا نے جتنے خشکی کے جانور پیدا کیے ہاتھی اور ہپوپوٹیمس اُن میں بڑے ترین جانور نہیں ہیں (بہت سارے ڈائنوسار اِن دو جانوروں سے قدرے بڑے تھے) اور اس کے علاوہ ایوب کی کتاب میں اِس جانور کی جسامت کی تفصیل اِن دو جانوروں کی جسامت سے نہیں ملتی، کیونکہ بیہموتھ (Behemoth) کی دم کو بڑے دیودار کے درخت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اب ہاتھی کی چھوٹی سی دم (یا ایک دریائی گھوڑے یعنی ہپوپوٹیمس کی جلد کے لوتھڑے جیسی چھوٹی سی دم) دیودار کے درخت سے بالکل مختلف ہے (آیت نمبر 17)۔ سو واضح طور پر ہاتھی اور ہپوپوٹیمس کسی طور پر بھی یہ بیہموتھ کہلانے والا جانور نہیں ہوسکتے۔ اب موجودہ دور کی کوئی بھی جاندار شے بیان کردہ تفصیلات سے میل نہیں کھاتی تاہم بیہموتھ (Behemoth) کے بارے میں جو تفصیلات ایوب کی کتاب میں ملتی ہیں وہ ڈائنوساروں کی سب سے بڑی ترین قسم بریکیوسارس (Brachiosaurus) کی جسامت سے بہت ملتی جلتی ہیں۔

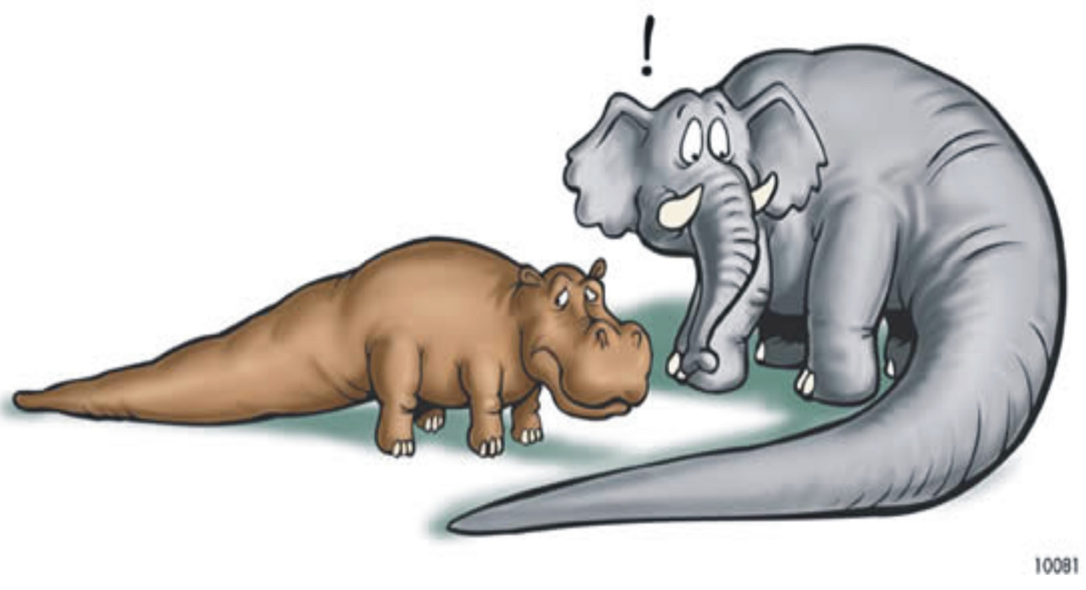

کیا ڈائنوسار سے متعلقہ کئی اور پرانے ریکارڈ بھی ہے؟

فلم The Great Dinosaur Mystery[24] میں ڈائنوسار کے بارے میں کئی ایک واقعات کو پیش کیا گیا ہے۔

- ☆ تقریباً 2000 قبل از مسیح یا اِس سے پہلے کے زمانے کی ایک سمیری کہانی میں ایک نوجوان گلگامیش (Gilgamesh) کے بارے میں بتایا گیا ہے جو جب دُور دراز کے جنگل میں دیودار کاٹنے کو گیا تو وہاں پر اُس کا مقابلہ ایک بہت بڑے اور ڈراؤنے ڈریگن سے ہوا جس کو اُس نے مار دیا اور اُس کا سر بطور انعام کاٹ کر رکھ لیا۔
- ☆ 330 قبل از مسیح میں جب اسکندرِ اعظم اپنی فوج کے ساتھ انڈیا میں داخل ہوا تو اُس نے ہندوستانیوں کو بڑے بڑے اژدہاؤں کی پوجا کرتے دیکھا جن کو اُنہوں نے غاروں میں رکھا ہوا تھا۔
- ☆ چین ڈریگن کے متعلق اپنی داستانوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ ڈریگن چینی برتنوں، کڑھائی اور کندہ کاری میں نمایاں نظر آتے ہیں۔
- ☆ انگلستان اور بہت سی دوسری ثقافتوں میں بھی ہمیں سینٹ جارج کے بارے میں کہانی ملتی ہے جس نے غار میں رہنے والے ایک بہت بڑے ڈریگن کو مارا تھا۔
- ☆ آئرلینڈ کے ایک شخص کی دسویں صدی کی ایک کہانی بہت مشہور ہے جس میں اُس نے ایک خوفناک جانور کے ساتھ اپنی مڈبھیڑ کی داستان بیان کی ہے۔ اُسکی جانور کے متعلق بیان کردہ تفصیلات سٹیگوسارس (Stegosaurus) سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہے۔
- ☆ 1500ء میں ایک یورپی سائنسی کتاب بعنوان Historia Aimalium میں جانوروں کی ایک فہرست پیش کی گئی جس میں کئی ایک ایسے جانور شامل تھے جنھیں ہم آج ڈائنوسار کہتے ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور ماہرِ علم طبعیات Ulysses Aldrovandus نے ایک ڈریگن اور بپٹسٹا نامی ایک کسان کے درمیان لڑائی کا واقعہ بیان کیا۔ اِس کہانی میں اُس ڈریگن کے بارے میں بیان کردہ تفصیلات ایک چھوٹے ڈائنوسار ٹینس ٹروفیس (Tanystropheus) سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ مقابلہ 13 مئی 1575ء میں اٹلی کے شہر بلوگنا (Bologna) میں ہوا جس میں کسان نے اُس ڈریگن کو مار دیا۔

چٹانوں پر کی جانے والی ایسی نقش نگاری بھی دریافت ہوئی ہے جس میں پتھروں پر ڈائنوساروں جیسے جانوروں کی مورتیں کندہ کی گئی ہیں[25]۔ الختصر زمانوں سے لوگ ڈریگن کے بارے میں پڑھتے اور سنتے آئے ہیں اِن جانوروں کے بارے میں بیان کردہ خصوصیات اُن جانوروں سے ملتی جلتی ہیں جنھیں آج ہم ڈائنوساروں کے طور پر جانتے ہیں۔ بائبل مقدس بہت سی پانی میں رہنے والی اور ہوا میں اُڑنے والی مخلوقات کا ذکر کرتی ہے۔ ایسے بے شمار تاریخی شواہد ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ڈائنوسار انسان کے ساتھ رہتے رہے ہیں۔

دریافت شدہ ہڈیاں کیا بتاتی ہے؟

بہت سے طبعی شواہد بھی ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ڈائنوساروں کی ہڈیاں کئی ملین سال پرانی نہیں ہیں۔ مونٹانا سٹیٹ یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے ٹی۔ ریکس کی ہڈیاں دریافت کی ہیں جو مکمل طور پر فوسلوں کی شکل میں نہیں ڈھلی تھیں۔ اُن ہڈیوں کے کچھ حصے تازی ہڈیوں جیسے تھے جن میں خون کے خلیے اور ہیموگلوبن پایا گیا تھا۔ اگر یہ ہڈیاں دس ملین سال پرانی ہوتیں تو اب تک اُن میں خون کے خلیوں اور ہیموگلوبن کو ختم ہو جانا چاہیے تھا[26]۔ مزید برآں اگر یہ دس ملین سال پرانی ہوتیں تو اِس قدر تازہ ہڈیوں جیسی بھی نہ ہوتیں[27]۔ اِن سائنسدانوں کی بیان کردہ ایک رپورٹ درج ذیل ہے:

> ٹی۔ ریکس کی ہڈی کی پتلی پرت جب خوردبین کے شیشے کے نیچے سرخی مائل انداز سے چمکی۔۔۔ تو لیب حیرانگی اور سرگوشیوں سے بھر گئی کیونکہ مَیں نے ہڈیوں کی نالیوں میں موجود کسی چیز پر اپنی توجہ مرکوز کر دی تھی اور یہاں کچھ ایسا تھا جس پر اس سے پہلے ہم میں سے کسی نے کبھی غور نہیں کیا تھا: گول گول چھوٹی سی کوئی چیز دھندلی لال اور مرکز سے گہرے رنگ کی۔۔۔ کیا یہ خون کے سرخ خلئے تھے؟ اُن کے حجم اور اُنکی موجودگی کا مقام تو یہی تاثر دیتا تھا، لیکن یقیناً زیادہ تر خون کے خلیات عام طور پر پانی نما ہوتے ہیں اور وہ ایک 65 ملین سالوں پرانے ٹی ریکس ڈائنوسار کی ہڈیوں میں محفوظ نہیں رہ سکتے۔۔۔ ہڈی کا وہ ٹکڑا جس کی وجہ سے ہم سب بہت حیران و پریشان ہو گئے تھے ایک ایسے خوبصورت ٹی۔ ریکس کے نمونے سے لیا گیا تھا جسے 1990 میں کھود کر نکالا گیا تھا۔
> ۔۔۔ جب ہماری ٹیم ڈائنوسار کو لیب میں لائی تو ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُسکی ٹانگوں کی لمبی ہڈی کے کچھ حصے ایسے تھے جنھوں نے فوسلوں کی شکل اختیار نہیں کی تھی۔۔۔ ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام شواہد ہمارے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ ٹی۔ ریکس کی ہڈیوں میں خون کے سالموں اور ہیموگلوبن کی باقیات محفوظ ہیں۔ لیکن اِس سے پہلے کہ ہم اِس حتمی نتیجے پر پہنچیں اور بڑے اعتماد سے یہ کہہ سکیں کہ ٹی۔ ریکس کی بافتوں میں خون کے مرکبات موجود تھے ہمیں اِس پر اور بہت سارا کام کرنے کی ضرورت ہے[28]۔

الاسکا کی شمالی ڈھلانوں سے ڈک بلڈ (Duck-Billed) ڈائنوسار کی غیر فوسل شدہ ہڈیاں دریافت ہوئی ہیں[29]۔ اِس کے علاوہ تخلیق کے حامی سائنسدانوں نے بھی الاسکا میں سے ڈائنوسار کی غیر فوسل شدہ لیکن برف کے اندر جمی ہوئی ہڈیاں اکٹھی کی ہیں[30]۔ نظریہ ارتقاء کے حامی اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ہڈیاں جمی ہوئی حالت میں کئی ملین سالوں تک یوں رہ سکتی ہیں کیونکہ (نظریہ ارتقاء کے مطابق تو) ڈائنوسار کئی

ملین سال پہلے مر گئے تھے۔لیکن یہ ہڈیاں کئی ملین سالوں تک معدنی مادوں یا دھاتوں میں تبدیل ہوئے بغیر اپنے وجود کو برقرار نہیں رکھ سکتی ہیں۔ وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ ڈائنوسار کئی ملین سالوں پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے لئے تو یہ ایک معمہ ہوسکتا ہے مگر اُن لوگوں کے لئے بالکل نہیں جن کی سوچ کی بنیاد بائبل مقدس ہے۔

ڈائنوسار کیا کھاتے تھے اور کیسے برتاؤ کرتے تھے؟

جراسک پارک اور گمشدہ دُنیا (The Lost World) جیسی فلموں میں زیادہ تر ڈائنوساروں کی تصویر کشی غصیلے اور گوشت خور جانوروں کے طور پر کی گئی ہے۔لیکن صرف نوکیلے اور تیز دانتوں کا ہونا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ کوئی جانور کس طرح کا رویہ رکھتا ہے یا وہ کیا کھاتا ہے۔تاہم فوسل شدہ ڈائنوساروں کے گوبر کے فوسلوں کا مطالعہ کرنے کے بعد کئی سائنسدان کچھ ڈائنوساروں کی خوراک کا تعین کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔[31]

درحقیقت گناہ سے پہلے تمام جانور جن میں ڈائنوسار بھی شامل ہیں سبزی خور ہی تھے۔ پیدائش 1 باب 30 آیت بیان کرتی ہے ''اور زمین کے کل جانوروں کے لئے اور ہوا کے کل پرندوں کے لئے اور اُن سب کے لئے جو زمین پر رینگنے والے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے کل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہوں۔'' اِس کا مطلب یہ ہوا کہ گناہ سے پہلے ٹی۔ ریکس بھی صرف پودے ہی کھاتے تھے۔ٹی۔ ریکس کے بڑے بڑے دانتوں کی وجہ سے کچھ لوگ اِس بات پر اعتراض کرتے ہیں اور اصرار بھی کرتے ہیں کہ اِن دانتوں کو وہ دوسرے جانوروں پر حملہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ تاہم ایک جانور کے بڑے تیز دانتوں کے ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ گوشت خور ہے۔ اِس کا مطلب بس یہی ہے کہ اُس کے بڑے اور تیز دانت ہیں۔[32]

بہت سے جانور آج بھی تیز دانت رکھتے ہیں لیکن بنیادی طور پر وہ سبزی خور ہی ہیں۔

بہت سے جانور آج بھی تیز دانت رکھتے ہیں لیکن بنیادی طور پر وہ سبزی خور ہی ہیں۔ بڑے پانڈا کے دانت بھی گوشت خور جانوروں کی طرح تیز ہوتے ہیں لیکن وہ صرف بانس کھانا پسند کرتا ہے۔ غالباً اُن کے یہ دانت بانس کھانے کے لئے ہی خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں۔ اِس بات کی وضاحت پیش کرنے کیلئے کہ بڑے پانڈا کے دانت تو گوشت خور جانوروں جیسے ہیں جبکہ وہ بانس کھاتا ہے ارتقاء کے حامی کہتے ہیں کہ پانڈا پہلے گوشت خور جانور کے طور پر ارتقاء پذیر ہوئے اور پھر اُنہوں نے بانس کھانے شروع کر دیئے۔[33]

مختلف قسم کی چمگاڈریں بھی پھل کھاتی ہیں، پھولوں کا رس چوستی ہیں،، کیڑے اور چھوٹے چھوٹے جانور کھاتی اور خون پیتی ہیں مگر اِن کے دانت اُن کے گوشت خور ہونے کی واضح نشاندہی نہیں کرتے۔[34] ریچھ بھی گوشت خور جانوروں جیسے دانت رکھتے ہیں لیکن زیادہ تر ریچھ سبزی خور ہی ہوتے ہیں۔

گناہ سے پیشتر خُدا نے جب کائنات کو تخلیق کیا تو اُسے بہت اچھا کہا (پیدائش 1 باب 31 آیت)۔ مگر آج کی دُنیا کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے چند لوگ غذائی زنجیر کی وجہ سے ابتدائی دُنیا میں مکمل ہم آہنگی کے نظریے کو قبول نہیں کر پاتے۔ تاہم اِس گناہ آلود لعنتی دنیا اور اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی موت اور جدوجہد کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی شخص پیدائش کی کتاب میں بیان کردہ تاریخی واقعے رد نہیں کرسکتا۔ گناہ نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا۔ اِسی لئے پولس رسول اِس موجودہ دُنیا کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ساری مخلوقات کراہتی ہیں'' رومیوں 8 باب 22 آیت۔ ہر ایک کو اِس دنیا کو سمجھنے کے لئے بائبل کی آنکھ سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔[35]

کچھ لوگ بحث کرتے ہیں کہ ایک مثالی دنیا میں بھی لوگ اور جانور دکھ اُٹھاتے ہونگے۔ وہ حجت پیش کرتے ہیں کہ گناہ سے پیشتر آدم یا کسی جاندار نے دوسری چھوٹی چھوٹی مخلوقات کو اپنے پاؤں تلے روند ہوگا یا گزرتے گزرتے کانٹے دار شاخوں سے لگ کر زخمی ہوا ہوگا۔ آج کی موجودہ دُنیا میں اِن تمام واقعات کا ہونا سچ اور درست ہے ــــ آج کی دُنیا کامل اور بے عیب نہیں ہے بلکہ یہ گناہ کے اثر کی بدولت دکھ اُٹھا رہی ہے (رومیوں 8 باب 22 آیت)۔ کوئی شخص دُنیا کی آنکھ سے بائبل کے بیان کو دیکھ کر یہ اصرار نہیں کرسکتا کہ گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے سے پہلے بھی دُنیا ایسی ہی تھی جیسی آج نظر آتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ایک کامل دُنیا جسے خُدا نے اپنی قدرت سے بحال رکھا اور سنبھالا ہوا تھا کیسی تھی (کلیسوں 1 باب 17 آیت؛ عبرانیوں 1 باب 3 آیت) ــــ ہم نے کاملیت کا کبھی تجربہ نہیں کیا (صرف آدم اور حوا نے گناہ سے پہلے ایسی دُنیا کا تجربہ کیا تھا۔

ہمیں بہرحال کلامِ مقدس سے ایسے دور کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے۔ استثنا 8 باب 4 آیت اور نحمیاہ 9 باب 21 آیت میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل 40 سال تک بیابان میں بھٹکتے رہے اُس عرصے میں نہ تو اُن کے کپڑے پھٹے نہ جوتے ٹوٹے اور نہ ہی اُن کے پاؤں سوجھے۔ جب خُدا اپنی قدرت سے چیزوں کو سنبھالتا اور قائم کرتا ہے تو پھر کسی بھی صورت میں فرسودگی کے آنے یا کسی کے دکھی ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سدرک میسک اور عبدنجو کے بارے میں سوچیئے جو دھوئیں کی بو سونگھے بغیر آگ کی بھٹی سے باہر نکل آئے۔ یہاں پر بھی وہی بات کہ جب خُدا کسی کو مکمل طور سنبھالتا ہے تو دکھ درد کا آنا ممکن ہی نہیں۔ گناہ اور لعنت سے پہلے یہ دُنیا بے عیب تھی کیونکہ خُدا نے اُسے اپنی قدرت سے سنبھالا اور قائم کیا تھا لیکن اِس آج کی لعنتی دنیا میں حالات کچھ الگ سے ہیں۔ بہت سے مفسرین یہ یقین رکھتے ہیں کہ یسعیاہ 11 باب

6-9 آیات جن میں بھیڑیے کے برّے کے ساتھ رہنے، اور شیر ببر کے بیل کی طرح بھوسا کھانے کا ذکر ہے اُس کا تعلق مستقبل میں بحالی کے دور سے ہے (اعمال 3 باب 21 آیت) جس میں نئی زمین اور نئی دُنیا کی تصویر پیش کی گئی ہے اُس وقت نہ موت ہوگی نہ لعنت نہ آہ و نالہ (مکاشفہ 21 باب 1 آیت)۔ جانوروں کا سبزی خور ہونا اور پرامن طور پر مل کر قیام کرنا بیان کیا گیا ہے (یہ بھی گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے سے پہلے عالم حیوانات کی ایک تصویر ہے، پیدائش 1 باب 30 آیت)

آج دُنیا گناہ اور اُسکی بدولت آنے والی لعنت کی بدولت ڈرامائی انداز میں بدل چکی ہے۔ موجودہ غذائی زنجیر اور جانوروں کے برتاؤ کو (جو طوفان نوح کے بعد مزید بدل گیا— پیدائش 9 باب 2-3 آیات) بنیاد بنا کر بائبل کی تفسیر نہیں کی جاسکتی —— بائبل بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے کہ کیوں یہ دنیا اس طرح کے حالات سے دوچار ہوئی۔

ابتدا میں خُدا نے آدم اور حوا کو تمام جانوروں پر اختیار دیا تھا: ''اور خُدا نے اُنکو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اختیار رکھو'' (پیدائش 1 باب 28 آیت)۔ اگر آج کی دنیا کو دیکھیں تو ہمیں عبرانیوں 2 باب 8 آیت کا حوالہ یاد آتا ہے: ''تو نے سب چیزیں تابع کر کے اُسکے پاؤں تلے کر دی ہیں۔ پس جس صورت میں اُس نے سب چیزیں اُسکے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُسکے تابع نہ کی ہو مگر ہم اب تک سب چیزیں اُسکے تابع نہیں دیکھتے'' گناہ کی وجہ سے انسان کا سب چیزوں کے ساتھ تعلق تبدیل ہو گیا— اب ساری چیزیں انسان کے تابع نہیں جیسا کہ ابتدا میں تھیں۔

کئی لوگ بشمول بہت سارے مسیحی دُنیا کا مشاہدہ اِسی طرح کرتے ہیں جس طرح یہ آج نظر آتی جس میں موت دُکھ درد اور آہ و نالہ ہے پھر اپنے اِسی مشاہدے کی روشنی میں بائبل کی تفسیر کرتے ہیں۔ اِس وقت ہم گناہ گار اور خطا کار انسان ہیں جو گناہ آلود لعنتی دُنیا کا مشاہدہ کرتے ہیں (رومیوں 8 باب 22 آیت) لہذا ہمیں یہ سب کچھ سمجھنے کے لئے بائبل مقدس سے آغاز کرنے کی ضرورت ہے۔

پس زہریلے دانت اور خوفناک پنجے کیسے وجود میں آ گئے؟ جدید تخلیقی تحریک کے بانیوں میں سے ایک ممتاز شخصیت ڈاکٹر ہنری مورس بیان کرتے ہیں کہ:

> آیا یہ زہریلے دانت اور پنجے اُنکی بنیادی آراستگی کا ہی حصہ تھے یا پھر مخلوط نسلی اجزاء تھے جو اُن کے اندر بعد میں فطری چناؤ کی بدولت قدرے نمایاں ہو گئے، یا پھر یہ گناہ کی بدولت ہونے والی تبدیلی کا نتیجہ تھے یا پھر حقیقت میں کچھ اور، یہ سب جاننے کے لئے ہمیں مزید تحقیق کا انتظار کرنا پڑے گا۔[36]

جب گناہ دنیا میں وارد ہوا تو ہر چیز بدل گئی۔ ہوسکتا ہے کچھ جانوروں نے اسی موقع پر دیگر جانوروں کو کھانا شروع کر دیا تھا۔ نوح کے دور میں جو حالات تھے اُنہیں خود خُدا نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ: ''اور خدا نے زمین پر نظر کی اور دیکھا کہ وہ ناراست ہو گئی ہے کیونکہ ہر بشر نے اپنا طریقہ بگاڑ لیا تھا'' (پیدائش 6 باب 12 آیت)۔

طوفان نوح کے بعد خُدا نے جانوروں کے رویے کو مزید بدل دیا۔ ہم پڑھتے ہیں کہ: ''اور زمین کے کل جانداروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رُعب ہوگا یہ اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں'' (پیدائش 9 باب 2 آیت) پس اِس سب کی بدولت انسان کے لئے جانوروں پر اپنی اُس حاکمیت کو جو اُسے پیدائش 1 باب 28 آیت میں ملی تھی پہلے کی طرح برقرار رکھنا اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔

آخر ہمیں ڈائنوساروں کے فوسل کیوں ملتے ہیں؟

فوسلوں کی تشکیل کیلئے کسی چیز کا اچانک اور ایکدم سے دب جانا ضروری ہے۔ جب ایک جانور مرتا ہے تو یا اُسے دیگر جانور کھا جاتے ہیں یا پھر وہ گل سڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کا کچھ بھی نہیں بچتا۔ فوسلوں کی تشکیل کے لئے بالکل مختلف اور خاص حالات کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ جانور کا جسم محفوظ رہے اور وہ معدنیات وغیرہ میں تبدیل ہو جائے۔

ماہرین ارتقاء کبھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ فوسلوں کا ریکارڈ آہستہ آہستہ تشکیل پاتا تھا جس میں پہلے ایک جانور مرتا ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ چٹانی رسوب میں دب جاتا ہے۔ لیکن حال ہی میں اُنہوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ فوسلوں کے ریکارڈ کی تشکیل کے لئے آفاتی عوامل درکار ہوتے ہیں۔[37] پوری دُنیا میں کئی بلین فوسلوں کی کئی کلومیٹر موٹی زمینی تہوں کے اندر تشکیل کے لئے حیوانی زندگی کا ہر صورت میں ایک دم سے دفن ہونا بہت ضروری ہے۔ بہت سارے ارتقاء کے حامی اب یہ کہتے ہیں کہ کئی ملین سالوں کے دوران مختلف اوقات میں فوسلوں کا ریکارڈ یکدم رونپذیر ہونے والے واقعات کی بدولت بہت جلدی تشکیل پایا ہوگا۔

بمطابق بائبل جیسے جیسے وقت گزرتا گیا زمین پر بدی بڑھنے لگی سو خُدا نے زمین پر ایک عالمگیر طوفان بھیجنے کا ارادہ کر لیا تا کہ ہر بشر کو جس میں زندگی کا دم ہے اور زمین پر موجود ہر زندہ چیز کو زمین پر سے ختم کر دے۔ (پیدائش 6 باب 17 آیت)۔ خُدا نے نوح کو حکم دیا کہ وہ ایک بہت بڑی کشتی بنائے جس میں وہ اپنے خاندان اور تمام خشکی کے جانوروں اور ہوا کے جانداروں کے نمائندگان کو (جنہیں خُدا خود چن کر نوح کے پاس بھیجے گا (پیدائش 6 باب 20 آیت) سوار کرے۔ کشتی میں محفوظ کئے جانے والے جانوروں میں یقیناً ڈائنوسار کے بھی دو جوڑے موجود ہونگے۔

ڈائنوسار نوح کی کشتی میں کیسے سمائے ہونگے؟

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ڈائنوسار جسامت میں اِس قدر بڑے تھے کہ وہ نوح کی کشتی میں سما ہی نہیں سکتے تھے۔لیکن زمین پر ڈائنوسار کے ملنے والے ڈھانچوں کی بناء پر یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ زیادہ تر ڈائنوساروں کی اوسط جسامت ایک بڑی بھیڑ یا پھر ارنا بھینسے جتنی ہوتی تھی۔[38]

درحقیقت بہت سے ڈائنوسارز چھوٹے چھوٹے بھی تھے۔ مثال کے طور پر سٹروتھیومیمس Struthiomimus کی جسامت ایک شترمرغ کے برابر تھی اور کومپسوگناتھس Compsognathus ایک بڑے مرغے سے کچھ زیادہ بڑا نہیں تھا۔صرف چند ڈائنوسار ہی ہیں جو جسامت میں بہت بڑے تھے (جیسے کہ بریکیوسارس Brachiosaurus اور اپاٹوسارس Apatosaurus) لیکن پھر بھی یہ اتنے بھی بڑے نہیں تھے جتنی بڑی ہمارے آج کے دور کی بلیو وہیل Blue whele ہے۔(رینگنے والے جانداروں میں یہ امکانی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ جب تک زندہ رہتے ہیں اپنی جسامت میں بڑے ہوتے رہتے ہیں۔پس بہت بڑے ڈائنوسار غالباً بہت پرانے ہونگے۔)

ڈائنوسار انڈے دیتے تھے دُنیا میں ملنے والا ڈائنوسار کے انڈے کا بڑا ترین فوسل ایک فٹ بال کے برابر ہے[39] حتیٰ کہ دُنیا کے سب بڑے ڈائنوسار بھی جب انڈوں سے نکلتے تھے تو بہت چھوٹے ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ وہ جانور طوفانِ نوح کے بعد جب کشتی سے باہر آئے اُنہیں اِسی لئے کشتی میں محفوظ رکھا گیا تھا کہ وہ زمین پر جانوروں کی پیداوار کو پھر سے بڑھائیں۔پس اِس چیز کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری تھا کہ کشتی میں رکھنے کے لئے چھوٹے جانوروں کا چناؤ کیا جائے جو بعد میں جلد جوان ہو کر زمین پر اپنی پیداوار کو بڑھا سکیں۔جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ڈائنوسار بہت تیزی کیساتھ بلوغت کی طرف بڑھتے تھے۔[40] پس یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی خُدا نے نو بالغ بچوں کو ہی کشتی میں بھیجا ہوگا نہ کہ مکمل جوان یا ادھیڑ عمر جانوروں کو۔

کچھ لوگ یہ بحث بھی چھیڑ سکتے ہیں کہ ڈائنوسارز کی 600 سے زیادہ اقسام کشتی میں کس طرح سما سکتی ہیں؟ پیدائش 6 باب 20 آیت میں بیان کیا گیا کہ خُدا نے کشتی میں تمام خشکی کے جانوروں میں سے دو دو نمائندہ جانور کو بھیجا۔ پھر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ "قسم، جنس" (عبرانی: مِن) کیا ہے؟ بائبلی تخلیق کے قائل اِس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جانوروں کی ایک جنس سے بہت سی اقسام وجود میں آسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر دُنیا میں بلیوں کی بہت سی اقسام ہیں لیکن بلیوں کی یہ تمام اقسام ابتدائی بلیوں کی چند اقسام سے ہی وجود میں آئی ہیں[41] آج کے دور میں بلیوں کی جتنی اقسام ہیں وہ اولین بلیوں کی جنس میں فطری اور مصنوعی چناؤ کے نتیجے میں وجود میں آئی ہیں اور یہ عمل ابتدائی بلیوں کی جینیاتی معلومات میں تبدیلی کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔اِس عمل کی مدد سے جینیاتی معلومات میں مختلف قسم کے امتزاج اور کئی ایک ذیلی سیٹ ترتیب پائے جس کی وجہ سے کئی قسم کی بلیاں پیدا ہوئیں۔

میوٹیشن (خلیوں کی جینیاتی معلومات میں تغیر پیدا کرنے کا عمل، جس میں دراصل والدین کے جینز کی مکمل معلومات اگلی نسل میں پورے طور پر منتقل نہیں ہوتی) کی وجہ سے بھی جانوروں کی جنس میں کئی ایک مختلف اقسام پیدا ہوتی ہیں۔لیکن میوٹیشن کے نتیجے میں اگرچہ جانوروں کی ایک جنس سے مختلف اقسام پیدا ہوتی ہیں لیکن ہر دفعہ تبدیلی کی وجہ جانوروں کی نئی اقسام میں معلومات پہلے کی نسبت کم سے کم تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔

حتیٰ کہ اِن عوامل کے نتیجے میں سپی ایسشن (وہ عمل جس میں نئی انواع وجود میں آتی ہیں یا جس میں جاندار ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں) کا عمل بھی وقوع پذیر ہوتا ہے۔
یاد رہے کہ سپی ایشن (Speciation) ارتقاء نہیں ہے کیونکہ اِس عمل میں وہی معلومات استعمال کی جاتی ہیں جو ایک جاندار میں تخلیق کے وقت پیدا کی گئی ہیں، پس یہ ایک محدود اور مائل بہ تنزل عمل ہے جس میں نہ تو جاندار کے اندر معلومات کا اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی اُنکے وجود میں کسی نئی پیچیدگی کا۔اِس لئے نوح کی کشتی میں بلیوں کے صرف چند جوڑے ہی رکھنے کی ضرورت تھی۔

جب کبھی کہیں پر ڈائنوساروں کی نئی ہڈیاں ملتی ہیں تو اُنہیں اُن ہڈیوں کی بناء پر نئے ڈائنوساروں کی قسموں کا نام دے دیا جاتا ہے چاہے وہ ہڈیاں ڈائنوسار کے ایک ہی قسم کے ڈھانچوں کی ہوں جو صرف جسامت میں بڑے چھوٹے تھے یا پھر کسی دوسرے ملک سے دریافت ہوئے تھے۔درحقیقت ڈائنوسار کے 50 سے کم مختلف گروہ یا اقسام تھیں جنہیں نوح کی کشتی پر سوار کروانے کی ضرورت تھی۔[42]

وہ تمام خشکی کے جاندار جن کو کشتی پر سوار نہیں کیا گیا تھا وہ طوفان میں مر گئے، اُن میں سے بہت سارے اپنی مکمل حالت میں طوفان کی وجہ سے بننے والی تہوں میں دب گئے ــــ پس آج ہمیں اُن کے کئی ملین فوسل ملتے ہیں۔یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اِس دوران یعنی قریباً 4500 سال قبل بہت سارے ڈائنوسار طوفان کی بدولت بننے والی زمینی تہوں میں دب گئے تھے۔طوفان کے بعد بھی زمین کے کئی حصوں میں بڑے پیمانے پر تباہ کار سلسلہ جاری رہا ہوگا بشمول اُن واقعات کے جو عہدِ یخ میں وقوع پذیر ہوئے، جن کی بدولت طوفان میں مر جانے والے بہت سارے جانوروں کے فوسل طوفان کے بعد کے دور میں بھی بنتے رہے۔

چٹانوں کے درمیان جانوروں کے ٹوٹے پھوٹے ڈھانچوں کے فوسل، بڑے پیمانے پر جانوروں کے فوسلی قبرستان، اور کئی ایک مقامات سے جانوروں کے مکمل ڈھانچوں کا دریافت ہونا اِس چیز کا مبنی بر دلیل ثبوت پیش کرتا ہے کہ یہ جانور ایک دم سے زمین میں ایسی حالتوں میں دب گئے تھے اور اُنکا اِس طرح سے دفن ہونا ایک عالمگیر طوفان کی شہادت دیتا ہے جس کے بارے میں بائبل بات کرتی ہے۔[43]

آج کے دور میں ہمیں ڈائنوسارز کیوں نہیں ملتے؟

طوفان کے تھم جانے کے بعد نوح، اُس کا خاندان اور تمام جاندار کشتی سے باہر آ گئے (پیدائش 8 باب 15 تا 17 آیات)۔ پس ڈائنوساروں نے ایک نئی دُنیا میں ایک نئی زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ دوسرے جانداروں کے ساتھ ساتھ ڈائنوساروں نے بھی افزائش نسل کی اور زمین کو دوبارہ آباد کیا۔ جس جگہ کشتی رکی تھی اُس جگہ کو چھوڑ کر وہ تمام سطح زمین پر پھیل گئے ہونگے۔ اِن ڈائنوساروں کی نسل نے ہی اژدہاؤں کی بہت سی دیو مالائی کہانیوں کو جنم دیا ہوگا۔

لیکن اب یہ نئی دُنیا جس کو اُنہوں نے دوبارہ آباد کیا طوفان نوح سے پہلے کی دُنیا سے بالکل مختلف تھی۔ طوفان نے دُنیا کو بالکل تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور اب اِس دُنیا میں جینا پہلے کی دُنیا سے قدرے مشکل ہو گیا تھا۔

طوفان کے بعد خُدا نے نوح سے کہا اب سے تمام جانوروں پر انسان کی دہشت اور رُعب ہوگا ہر چلتے پھرتے جانور کا گوشت انسان کے کھانے کے لئے ہوگا (پیدائش 9 باب 1 تا 7 آیات)۔ حتیٰ کے انسان کے لئے بھی اب یہ دُنیا پہلے سے زیادہ دشوار اور مشکل ہوگئی۔ زندہ رہنے کے لئے انسان کبھی سبزیوں سے استفادہ کرتا تھا لیکن اب جانوروں سے بھی اُن کو اپنی غذائی ضرورت پوری کرنا تھی۔

انسان اور جانور دونوں کو ہی زندہ رہنے کے لئے ہر ممکن طور اپنی اپنی قابلیت کو آزمانا پڑا۔ ہم فوسل ریکارڈ، انسانی تاریخ کے تحریری ریکارڈ اور گزشتہ چند صدیوں کے تجربات کی مدد سے دیکھ سکتے ہیں کہ اس سیارے پر بہت سارے جاندار زندہ رہنے کی اِس آزمائش سے کامیابی کے ساتھ نہیں گزر سکے اور وہ مٹ گئے۔

ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ طوفان کے وقت سے بہت سے پودے، ہوا کے پرندے اور چوپائے معدوم ہو چکے ہیں ——— اور ایسا یا تو انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے ہوا ہے، کئی دفعہ ایسا دیگر جانوروں کے ساتھ جینے کی جنگ میں زندہ رہنے کی کوششوں کی وجہ سے ہوا ہے، یا پھر طوفان کے بعد کے مشکل ترین اور شدید حالات کی بدولت ایسا ہوا ہے۔ جانوروں کے بہت سارے گروہ یا نسلیں آج بھی آہستہ آہستہ معدوم ہو رہی ہیں۔ اور اِن معدوم ہونے والے جانوروں میں ڈائنوساروں کا بھی شمار ہوتا ہے۔

تو پھر آج انسان کی ساری توجہ معدوم ہو جانے والے ڈائنوساروں پر ہی کیوں مرکوز ہے اور وہ دیگر بہت سارے چیزوں جیسے کہ اُس دور کے ایک خوبصورت پودے کلیڈوفیبیس (Cladophebius) کے ختم ہونے کے بارے کیوں اپنی دلچسپی نہیں ظاہر کرتا۔ ڈائنوسار کا بلاؤں جیسا وجود لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے اور اُن کو مسحور کئے ہوئے ہے۔
تاہم ارتقائی ماہرین نے اِس سحر کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور ساری دُنیا ارتقاء کے حامیوں کے ڈائنوساروں سے متعلق ارتقائی پروپیگنڈے میں بہہ گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں ارتقائی فلسفہ جدید طرز فکر والوں حتیٰ کہ مسیحی لوگ میں سرایت کر گیا ہے۔

اگر چڑیا گھر سے متعلقہ عملے سے آپ پوچھیں کہ ہم نے ناپید ہونے کے خطرے سے دوچار جانوروں کے لئے مختلف پروگرام کیوں بنا رکھے ہیں، تو آپ کو شاید کچھ اِس طرح کا جواب ملے کہ "ہم نے ایسے پروگرام اس لئے بنائے ہیں کیونکہ ہم ماضی میں اس زمین پر سے بہت سارے جانور کھو چکے ہیں۔ جانور ہر دور میں معدومی کے خطرے سے دوچار رہیں۔ اُن جانوروں کی فہرست پر غور کریں جنہیں ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو چکے ہیں۔ پس اِن جانوروں کو بچانے کے لئے ہمیں کچھ کرنا ہوگا۔" اگر آپ پھر یہ پوچھیں کہ "یہ جانور کیوں معدوم ہو رہے ہیں؟" تو کچھ اِسطرح کا جواب ملے گا: "یہ بالکل واضح ہے کہ انسان اِنہیں مار رہے ہیں، اِس کے ساتھ غذائی قلت، انسان کا فطرت کو تباہ کرنا، بیماریاں، جینیاتی مسائل، سیلاب جیسی ناگہانی قدرتی آفات اور اِس طرح کی بہت سی دیگر وجوہات بھی شامل ہیں۔"

> جو اسباب آج جانوروں کے معدوم ہونے کا باعث ہیں۔۔۔ یہ وہی اسباب ہیں جو ڈائنوسار جیسے جانوروں کے معدوم ہونے کا بھی باعث بنے۔

پھر اگر آپ پوچھیں کہ "ڈائنوساروں کے ساتھ اصل میں کیا ہوا؟" جواب غالباً کچھ اسطرح ہوگا کہ "ہم اِس بارے میں لاعلم ہیں سائنسدانوں نے اِس کی درجنوں وجوہات بیان کی ہیں لیکن یہ ابھی بھی پر اسرار بھید ہے۔"

ہو سکتا ہے ڈائنوساروں کے معدوم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ ہم انسانوں نے پہلے معدومی کے خطرے سے دوچار جانوروں کے لئے موجودہ دور جیسے منصوبے نہیں بنائے تھے۔ جو اسباب آج جانوروں کے معدوم ہونے کا باعث ہیں، وہ انسان کے گناہ کی بدولت وجود میں آئے ہیں ——— جیسے کہ زمین کی لعنت، طوفان کے بعد کے حالات (خُدا کی عدالت) وغیرہ ——— یہ وہی سبب ہیں جو ڈائنوسار جیسے جانوروں کے معدوم ہونے کا باعث بھی بنے۔

کیا ڈائنوسار واقعی معدوم ہو چکے ہیں؟

زمین کی سطح کے ہر حصے کے متعلق بیک وقت علم رکھے بغیر کوئی بھی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کوئی نامیاتی وجود معدوم ہو چکا ہے۔ کئی دفعہ ماہرین اس بات کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کر چکے ہیں کہ جن جانوروں کو معدوم قرار دیا جا چکا تھا وہ کئی ایک مقامات سے زندہ سلامت دریافت ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر محققین نے 1990 میں نیپال میں ایسے ہاتھی دیکھے جن کی جسامت وشباہت بہت زیادہ میمتھ (ہاتھی کی ایک قسم جسے اب معدوم خیال کیا جاتا ہے) سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھی۔[44]

آسٹریلیا میں سائنسدانوں نے ایسے پودے دریافت کئے ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ڈائنوساروں کے ساتھ معدوم ہو چکے تھے۔ اِن پودوں کی دریافت کے تعلق سے ایک سائنسدان نے کہا تھا کہ ''اِن پودوں کو دریافت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ ڈائنوسار کو دریافت کرلیا جائے''[45]۔ جب سائنسدان ایسے جانوروں اور پودوں کو دریافت کرتے ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ معدوم ہو چکے ہیں تو انہیں ''زندہ فوسل'' کہا جاتا ہے۔ اِس وقت دُنیا میں سینکڑوں کے حساب سے ''زندہ فوسل'' موجود ہیں اور یہ اُن لوگوں کے لئے بہت پریشانی کا سبب ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ زمین کی عمر یا تاریخ کئی ملین سالوں پر مشتمل ہے۔

افریقہ میں کام کرنے والے محققین اور وہاں کے باسیوں نے کئی دفعہ وہاں پر ڈائنوسار جیسے جانوروں کے نظر آنے کے بارے میں بتایا ہے[46]۔ یہ زیادہ تر ایسی جگہوں پر ملے ہیں جہاں پر لوگوں کا آنا جانا نہیں ہے جیسے کہ کانگو کے گہرے جنگلوں کے اندر پائی جانے والی کئی ایک جھیلیں یا تالاب وغیرہ۔ اُن جانوروں کی جو شکل بیان کی جاتی ہے وہ ڈائنوساروں سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہے[47]۔

مقامی امریکی لوگوں کی طرف سے کی گئی غاروں کی دیواروں پر ڈائنوساروں کی تصویر کشی دریافت ہوئی ہے[48]۔ اب غاروں کی دیواروں پر میمتھ (معدوم تصور کی جانے والی ہاتھیوں کی نسل) کی تصویر کشی کو تو سائنسدانوں کی طرف سے قابلِ قبول تصور کیا جاتا ہے لیکن ڈائنوساروں کی تصویر کشی کو کیوں نہیں قبول کیا جاتا؟ نظریہ ارتقاء کے مطابق جو لوگوں کو ذہن نشین کروا دیا گیا ہے، انسان اور ڈائنوسار کبھی اکٹھے اِس زمین پر نہیں رہے، یہی وہ نظریہ ہے جو سائنسدانوں کو اِس بات سے روکتا ہے کہ وہ غاروں کی دیواروں پر نظر آنے والی ڈائنوساروں کی اِن تصاویر کو حقیقی مانیں۔

اگر آج کوئی شخص کسی زندہ ڈائنوسار کو کسی جنگل میں دیکھتا ہے تو یہ بات تخلیق کے حامی کسی بھی شخص کے لئے حیرت انگیز نہیں ہوگی۔ لیکن نظریہ ارتقاء کا کوئی بھی حامی اِس بات سے ضرور پریشان ہو جائے گا۔ ایک اور اہم بات، جیسا جراسک پارک فلم میں دکھایا گیا ہے ہم اُس طرح سے ڈائنوسار کو کلوننگ کے ذریعے سے بالکل بھی پیدا نہیں کر سکتے چاہے ہمارے پاس اُس کا DNA بھی موجود ہو۔ ایسا کرنے کے لئے ہمیں ایک زندہ مادہ ڈائنوسار کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔ سائنسدانوں نے یہ دریافت کیا ہے کہ کلوننگ کے ذریعے سے جانوروں کو پیدا کرنے کے لئے ایک زندہ مادہ جانور کے انڈے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اُس کے انڈے کے اندر موجود سائٹوپلازم کی مشینری نئی مخلوق کی پیدائش کے لئے انتہائی ضروری ہے[49]۔

برڈوسار؟

بہت سے ارتقاء کے حامی یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ڈائنوسار مکمل طور پر معدوم ہو چکے ہیں۔ 1997 میں اوہایو کے شہر سنسناٹی میں پرندوں کی نمائش کے وقت چڑیا گھر کے داخلی دروازے پر کچھ یوں مرقوم تھا:

> ڈائنوسار کئی ملین سالوں پہلے معدوم ہو گئے تھے — کیا ایسا ہی ہے؟ نہیں، آج کے جدید دور کے پرندے پروں والی چھوٹی دموں والے ڈائنوسار ہیں۔

1960 کے درمیانی عرصہ میں ییل یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان اوسٹورم نے اِس خیال کی تشہیر کرنا شروع کر دی تھی کہ ڈائنوسار ارتقاء پذیر ہو کر پرندے بن گئے ہیں[50]۔ تاہم تمام ارتقائی ماہرین اِس بات سے متفق نہیں ہیں۔ جنوبی کیرولینا کی چیپل ہل پر واقع یونیورسٹی کے ماہر علم الطیور (پرندوں کے علم کے ماہر) ایلن فیڈوکیہ جو کہ ڈائنوسار کے پرندوں کی صورت میں ارتقاء پذیر ہونے کے نظریے کے بہت بڑے نقاد بھی ہیں یوں کہتے ہیں کہ ''یہ صرف اُنکی اپنی خام خیالی ہے، وہ ڈائنوساروں کو زندہ دیکھنے کے اِس قدر شوقین ہیں کہ اب وہ محسوس کرتے ہیں کہ اپنے گھر کے پچھواڑے میں پرندوں کے ڈربے کے اندر وہ ڈائنوساروں کے متعلق تحقیق کر سکتے ہیں[51]۔''
موجودہ دور میں لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کئی ایک ایسی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ دورِ حاضر کے پرندے دراصل ڈائنوسار ہی ہیں۔ 26 اپریل 1993 کو شائع ہونے والے ٹائم میگزین میں ایک برڈوسار کی تصویر کو رسالے کے پہلے صفحے پر چھاپا گیا، جسے آج کل پروں والا مونونی کس (Mononykus) کہا گیا ہے (اس کے بارے میں فرض کیا جاتا ہے کہ یہ ڈائنوساروں کے پرندوں میں ارتقاء پذیر ہونے کی درمیانی حالت ہے) اور اس کے لئے ڈائنوسار کے ایک ایسے فوسل کو بنیاد بنایا جاتا ہے جس کے کوئی پر نہیں تھے[52]۔ اُسی مہینے ''سائنس نیوز'' میں ایک آرٹیکل شائع کیا گیا جس میں اُنھوں نے خیال پیش کیا کہ وہ فوسل کھدائی کر کے بل بنانے والے کسی چھچھوندر نما جانور کا تھا[53]۔

1996 میں چین میں شائع ہونے اخبارات میں کسی رینگنے والے جانور کے بارے میں رپورٹ پیش کی گئی جس کے بارے میں کہا گیا کہ اُسکے پر بھی تھے[54]۔ ذرائع ابلاغ کی کچھ رپورٹوں میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ اگر رینگنے والے اُس جانور کے پروں کی تصدیق ہو جاتی ہے تو پھر یہ ناقابلِ تردید شہادت ہو گی کہ موجودہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں۔ ایک سائنسدان نے بیان دیا کہ ''آپ اُس جانور کے فوسل کو دیکھ کر کسی بھی اور نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے سوائے اِس کے کہ اُس کے پر موجود تھے[55]۔'' تاہم 1997 میں فلڈلفیہ کی اکیڈمی آف نیچرل سائنس نے اِس دریافت کی تحقیق کے لئے چار صفِ اول کے

سائنسدانوں کو بھیجا۔ اُنھوں نے تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جس جانور کا وہ فوسل ملا تھا اُس کے کوئی پر نہیں تھے۔ اُن سائنسدانوں میں سے ایک کے بیان کو میڈیا میں کچھ اِس طرح سے پیش کیا گیا کہ ''اُس نے بیان دیا کہ اُس نے بالوں جیسی کوئی چیز دیکھی تھی نہ کہ بال ـــــ ہوسکتا ہے کہ اُس جانور کی درختی چھپکلی کی طرح کی کوئی جھالر یا کلغی ہو۔''[56]

ابھی اس رپورٹ کو شائع ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک میڈیا رپورٹ نے دعویٰ کر دیا کہ جنوبی امریکہ میں ایک رینگنے والے جانور کی ہڈیوں کے 20 حصے ملے ہیں جو کہ یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ ڈائنوساروں اور پرندوں میں خاص تعلق پایا جاتا ہے۔[57]

پرندے گرم خون والے جانور ہیں جبکہ رینگنے والے جانور سرد خون رکھتے ہیں لیکن ارتقاء کے حامیوں نے جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ڈائنوسار پرندوں کی صورت میں ارتقاء پذیر ہو گئے اپنے اس نظریے کو سچ ثابت کرنے کے لئے ڈائنوساروں کو بھی گرم خون والے جانوروں کے طور پر دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن یونیورسٹی آف کینساس کے ڈاکٹر لاوری مارٹن نے اس نظریے کی تردید کی ہے۔

> مارٹن نے کہا کہ ''حالیہ تحقیق میں ڈائنوساروں کی ہڈیوں کے خوردبینی جائزے کی بدولت یہ ثابت ہوا ہے
> کہ ڈائنوسار سرد خون والے جانور تھے، پس ہم واپس سرد خون والے ڈائنوساروں کی طرف آ جاتے ہیں۔''[58]

افسوسناک بات یہ ہے سیکولر میڈیا ارتقائی پروپیگنڈے کی تشہیر و پشت پناہی کے لئے مسیحی نظریات کی وحشیانہ مخالفت کرتا ہے اور اس کے لئے وہ اِس قدر بیباک انداز سے ایسے مضحکہ خیز بیانات بھی پیش کرتا ہے جیسے کہ ''طوطے اور شکر خورے بھی ڈائنوسار ہیں۔''[59]

حالیہ طور پر شائع ہونے والی کئی رپورٹوں نے ارتقاء کے حامیوں کے درمیان ڈائنوساروں کے پرندوں کے طور پر ارتقاء پذیر ہونے کی بحث کے لئے ایندھن کا کام کیا ہے۔ پرندوں اور ڈائنوساروں کی انگلیوں پر اُنکی پیدائش سے پہلے ترتیب پانے کے عمل پر تحقیق کرنے کی بدولت یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر نہیں ہوئے۔[60] چین میں دریافت ہونے والے ایک نام نہاد پروں والے ڈائنوسار پر تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ڈائنوسار رینگنے والے جانداروں کی طرح کے پھیپھڑے اور پردہ شکم رکھتے تھے جو کہ پرندوں سے بالکل مختلف ہے۔[61] ایک اور رپورٹ میں یہ بتایا گیا چین میں پائے جانے والے فوسل کے وہ کنارے جنھیں بال سمجھا جا رہا ہے دراصل حیوانات میں پائی جانے والی ایک خاص قسم کی پروٹین کے ریشے ہیں جنھیں سمندری سانپوں کی جلد کے نیچے دیکھا جا سکتا ہے۔[62]

پس کوئی بھی باوثوق ثبوت موجود نہیں ہے کہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں۔[63] ڈائنوسار ہمیشہ ہی ڈائنوسار تھے اور پرندے ہمیشہ سے پرندے ہی ہیں۔

اگر ڈائنوساروں کے فوسل پر بال موجود ہوں بھی تو کیا؟ کیا اِس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں؟ نہیں، ایک بطخ کی بط بلاؤ (Platypus) جیسی چونچ اور جھلی دار پاؤں ہوتے ہیں، لیکن کوئی بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بط بلاؤ بطخوں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں۔ اِس تصور کو سچ ثابت کرنے کے لئے کہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں ہمیں ان رینگنے والے جانوروں کی جلد پر کئی ٹریلین چھلکوں کے وجود کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے جو بتدریج پروں کی شکل اختیار کر گئے۔ ہمیں بتدریج پروں کی بناوٹ کا ثبوت چاہیے نہ کہ مکمل پر۔ ڈائنوساروں کے پردار فوسل اگر دریافت ہو بھی جائیں تو وہ بھی بط بلاؤ جیسی قدرت کی فنکارانہ تخلیق کی ایک مثال ہوگی۔ مخلوقات میں مماثلت کی یہ نمونہ سازی ظاہر کرتی ہے کہ اِن کا تخلیق کار واحد خدا ہے، جس نے ہر ایک چیز کو تخلیق کیا۔[64]

پس کوئی بھی باوثوق ثبوت موجود نہیں ہے کہ پرندے ڈائنوساروں سے ارتقاء پذیر ہوئے ہیں۔

یہ کیوں اہم ہے؟

بھلے ہی ڈائنوسار مسحور کن معلوم ہوں لیکن اِس کے باوجود بہت سے مطالعہ کرنے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''آخر ڈائنوساروں کو اتنا بڑا مسئلہ کیوں بنایا جا رہا ہے، جبکہ ہماری آج کی دنیا میں ایسے بہت سے اہم اور توجہ طلب معاملات ہیں جیسے کہ اسقاط حمل، خاندانی ٹوٹ پھوٹ، نسل پرستی، آزاد جنسی میل ملاپ، بے ایمانی، ہم جنس پرستی، اذیت ناک بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی بے ایذا موت، خودکشی، لاقانونیت، فحش نگاری وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں درحقیقت لوگوں کو یسوع کی انجیل کے بارے میں بتانا چاہیے نہ کہ ڈائنوسار جیسے ثانوی نوعیت کے مسئلوں کے بارے میں۔''

اگر کوئی بائبل کی تاریخ پر یقین نہیں کرتا تو پھر وہ اِس کی خلاقی اقدار اور نجات کے پیغام کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔

دراصل ڈائنوسار سے متعلقہ ارتقائی تعلیمات معاشرے میں اِس قدر سرایت کر گئی ہیں کہ لوگ انجیل کو نہیں سنیں گے اور اسی وجہ سے ان موجودہ سارے معاشرتی مسائل نے جنم لیا ہے۔ اگر کوئی بائبل کی تاریخ پر یقین نہیں کرتا تو پھر وہ اِس کی خلاقی اقدار اور نجات کے پیغام کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔

اگر آج ہم ڈائنوساروں کے بارے میں ارتقائی نقطہ نظر کو مان لیتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ بائبل میں پیش کردہ تاریخ کا بیان غلط ہے۔ اگر بائبل اِس معاملے میں غلط ہے تو پھر یہ خدا کا کلام نہیں ہے، اور ہم ہر اُس چیز کو جس سے ہمیں مسئلہ ہو نظر انداز کر سکتے ہیں۔

اگر ہر ایک چیز نے فطری عمل کے ذریعے سے — خُدا کے بغیر — خود ہی اپنے آپ کو بنایا ہے تو پھر خُدا کا ہم پر کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی اُسے کوئی حق ہے کہ وہ ہمیں یہ سکھائے کہ ہم نے جینا کیسے ہے۔ دراصل اس طرزِ فکر میں خدا تو اپنا وجود ہی نہیں رکھتا اس لئے عالمگیر اخلاقی اقدار کی کوئی بنیاد بھی نہیں ہے۔ خُدا کے بغیر ہر ایک چیز اپنا وجود کھو دیتی ہے — درست اور غلط کا تصور پھر محض ذاتی خیال کی حد تک محدود ہو جاتا ہے۔ اور اخلاقیات کی بنیاد کے بغیر گناہ جیسی کوئی چیز بھی اپنا وجود نہیں رکھتی۔ اور اگر کوئی گناہ نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ خُدا کی عدالت سے خوفزدہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یسوع مسیح کی بطور نجات دہندہ بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بائبل میں بیان کردہ تاریخ یہ سمجھنے کے لئے مرکزی حیثیت کی حامل ہے کہ انسان کو یسوع مسیح کو قبول کرنے کی ضرورت کیوں ہے۔

کئی ملین سال اور انجیل (خوشخبری)

ڈائنوساروں کے حوالے سے یہ تعلیم کہ وہ انسان سے کئی ملین سال پہلے وجود میں آئے اور پھر معدوم ہو گئے دراصل انجیل کی بنیادی تعلیمات پر براہِ راست حملہ ہے۔ ڈائنوساروں کے فوسل ریکارڈ میں موت، بیماریوں، دکھ تکالیف، سنگدلی اور وحشیانہ رویوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ ایک بہت بھدا اور آلودہ ریکارڈ ہے۔ اگر فوسلوں کے تعلق سے کئی ملین سالوں کے نظریے کو تسلیم کر لیا جائے تو اِس کا مطلب آدم کے گناہ کرنے سے پہلے موت، خون ریزی، بیماریوں اور دکھ تکالیف کو قبول کرنا ہوگا۔

لیکن بائبل یہ واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ موت۔ بیماری اور دکھ، گناہ کا نتیجہ ہیں۔ لعنت کے ایک حصے کے طور پر خدا نے آدم کو پیدائش 3 باب 19 آیت میں بتایا کہ وہ خاک ہے اور خاک میں لوٹ جائے گا جس سے وہ لیا گیا ہے۔ اِس سے خُدا نے اُسے یہ دکھایا کہ گناہ کی سزا کے طور پر موت صرف رُوحانی نہیں تھی بلکہ جسمانی بھی تھی۔

آدم کی نافرمانی کے بعد خدا نے آدم اور حوا کے ننگے پن کو ڈھانپنے کے لیے چمڑے کے کُرتے بنائے (پیدائش 3 باب 21 آیت)۔ ایسا کرنے کے لیے اُس نے کم از کم ایک جانور کو مارا ہوگا اور اُس کا خون بہایا ہوگا۔ اِس کی وجہ کا خلاصہ عبرانیوں 9 باب 22 آیت میں کیا جا سکتا ہے:

''اور تقریباً سب چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔''

گناہوں کی معافی کے لئے خُدا نے خون کے بہائے جانے کا تقاضا کیا۔ باغ عدن میں جو کچھ ہوا وہ دراصل یسوع مسیح کے دنیا میں آنے کی تصویر کشی تھا جس نے ''خُدا کے برّے کے طور پر جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے'' صلیب پر اپنا خون بہایا (یوحنا 1 باب 29 آیت)۔
اگر گناہ سے پہلے خون ریزی موجود تھی اور باغ عدن کئی ملین سالوں سے مرنے والے جانداروں کے مقبرے پر بنا ہوا تھا تو پھر ''کفارے'' کا تصور بالکل بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

رومیوں 8 باب سے بڑی تصویر واضح ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم کے گناہ میں گرنے کی بدولت جو صورتحال پیدا ہوئی اُسکی وجہ سے ساری مخلوقات ''کراہ'' رہی ہیں — یہ آدم کے گناہ میں گرنے سے پہلے دکھ، کرب اور موت کی وجہ سے نہیں کراہ رہی تھیں۔ یسوع مسیح نے جسمانی موت برداشت کی اور اپنا خون بہایا کیونکہ گناہ کی مزدوری موت تھی۔ پولس رسول اِس کے متعلق رومیوں 5 باب اور 1 کرنتھیوں 15 باب میں بڑی تفصیل کے ساتھ بات کرتا ہے۔

اگر گناہ سے پہلے خون ریزی موجود تھی اور باغ عدن کئی ملین سالوں سے مرنے والے جانداروں کے مقبرے پر بنا ہوا تھا تو پھر ''کفارے'' کا تصور بالکل بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

مکاشفہ 21 اور 22 ابواب اِس بات کو واضح کرتے ہیں کہ ایک دن ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین ہوگی جہاں پر موت اور لعنت نہیں ہوگی — ہر ایک چیز تبدیل ہو جائے گی بالکل اُسی طرح جیسے گناہ سے پہلے تھی۔ یقیناً اگر اس نئی زمین پر جانوروں بھی جائیں گے تو پھر وہ ایک دوسرے کو یا نجات یافتہ لوگوں کو نہیں ماریں یا کھائیں گے۔

پس آدم کے گناہ میں گرنے سے پہلے موت، بیماریوں اور دکھ تکالیف کی تعلیمات صلیب کے پیغام کی بنیاد پر براہِ راست حملہ ہے۔

نتیجہ

اگر ہم خدا کے کلام کو جو پیدائش کی کتاب سے شروع ہوتا ہے سچے، حتمی اور بااختیار کلام کے طور پر قبول کرتے ہیں تو پھر ہم ڈائنوساروں اور اپنے اردگرد پائے جانے والے شواہد کو صحیح معنوں میں بیان کر سکتے

ہیں۔ایسا کرنے کی بدولت ہم لوگوں کی یہ دیکھنے میں مدد کرر ہے ہیں کہ پیدائش کی کتاب کا بیان مکمل طور پر قابل اعتبار اور منطقی طور پر قابل دفاع ہے اور جیسا یہ بیان دعویٰ کرتا ہے یہ حقیقت میں بالکل وہی کچھ ہے—— یعنی کائنات اور انسانی تاریخ کا حقیقی بیان۔اور جو کچھ کوئی شخص پیدائش کی کتاب کے حوالے سے مانے گا اُس کا اثر اُس سب پر پڑے گا جو وہ باقی کی بائبل کے بارے میں مانتا ہے۔اور پھر اِس کا اثر اُس کی اپنی ذات کے بارے میں، اپنے ساتھی انسانوں کے بارے میں زندگی کی ہر ایک چیز بشمول نجات کی ضرورت کے بارے میں ایمان پر بھی ہوگا۔

اقتباسات وکتابیات

1. J. Horner and D. Lessem, The Complete T. Rex, Simon & Schuster, New York, 1993, 18; M. Norell, E. Gaffney and L. Dingus, Discovering Dinosaurs in the American Museum of Natural History, Nevraumont Publ., New York, 1995, 17, says that the oldest dinosaur fossil is dated at 228 million years.See all footnotes
2. D. Gish, Evolution: the Fossils Still Say No! Institute for Creation Research, El Cajon, California, 1995, 129ff, discusses evolutionists' views from a creationist position; Norell et al., Discovering Dinosaurs in the American Museum of Natural History, 2: "Dinosaurs belong to a group called Archosauria . . . . The living Archosauria are the twenty-one extant crocodiles and alligators, along with the more than ten thousand species of living theropod dinosaurs (birds)."See all Footnotes
3. J. Morris, The Young Earth, Master Books, Green Forest, Arkansas, 1994; H. Morris, The Genesis Record, Baker Book House, Grand Rapids, Michigan, 1976, 42–46. On the biblical chronology, see J. Ussher, The Annals of the World, Master Books, Green Forest, Arkansas, 2003; original published in 1658.See all footnotes
4. M. Benton, Dinosaurs: An A–Z Guide, Derrydale Books, New York, 1988, 10–11.See all footnotes
5. Benton, Dinosaurs: An A–Z Guide. See also D. Lambert and the Diagram Group, The Dinosaur Data Book, Avon Books, New York, 1990, 10–35; Norell, et al., Discovering Dinosaurs in the American Museum of Natural History, 62–69; V. Sharpton and P. Ward, Eds., Global Catastrophes in Earth History, The Geological Society of America, Special Paper 247, 1990.
6. M. Lemonick, "Parenthood, dino-style," Time, p. 48, January 8, 1996.
7. Psalm 78:5; 2 Timothy 3:14–17; and 2 Peter 1:19–21. God, who inspired the writing, has always existed, is perfect and never lies (Titus 1:2).
8. D. Lambert, A Field Guide to Dinosaurs, Avon Books, New York, 1983, 17.
9. If some dinosaurs were aquatic, then these would have been created on Day 5 of Creation Week.
10. S. West, "Dinosaur head hunt," Science News 116(18):314–315, 1979. Originally assembled wrongly with the head of a Camarasaurus-type dinosaur on an Apatosaurus skeleton and later corrected with the right head, which was from "the same family as its nearly identical cousin, Diplodocus," p. 314.
11. Benton, Dinosaurs: An A-Z Guide, 14.
12. Lambert et al., The Dinosaur Data Book, 279.
13. Morris, The Young Earth, 51–67.
14. Morris, The Genesis Record, 44–46.
15. J. Stambaugh, "Creation, suffering and the problem of evil," CEN Technical Journal 10(3):391–404, 1996.
16. The KJV most often used today is actually the 1769 revision by Benjamin Blayney of Oxford.
17. D. Dixon et al., The Macmillan Illustrated Encyclopedia of Dinosaurs and Prehistoric Animals, Macmillan Publishing Co., New York, 1998, 92; R. Grigg, "Dinosaurs and dragons: stamping on the legends!" Creation, 14(3):11, 1990
18. D. Norman, The Illustrated Encyclopedia of Dinosaurs, Salamander Books Limited, London, 1985, 8. The meaning of "terrible lizard" has helped popularize the idea that dinosaurs were all gigantic savage monsters. This is far from the truth. Had Owen known about the smaller dinosaurs, he may never have coined the word.
19. The Hebrew words have a range of meanings, including "sea monster" (Gen. 1:21; Job 7:12; Psa. 148:7; Isa. 27:1; Ezek. 29:3, 32:2) and "serpent" (Exod. 7:9; cf. Exod. 4:3 and Hebrew parallelism of Deut. 32:33). Tannin/m are fearsome creatures, inhabiting remote, desolate places (Isa. 34:13, 35:7; Jer. 49:33, 51:37; Mal. 1:8), difficult to kill (Isa. 27:1, 51:9) and/or serpentine (Deut. 32:33; cf. Psa. 91:13) and/or having feet (Ezek. 32:2). However, tannin are referred to as suckling their young (Lam. 4:3), which is not a feature of reptiles, but of whales (sea monsters?), for example. The word(s) seems to refer to large, fearsome creatures that dwelled in swampy areas or in the water. The term could include reptiles and mammals. Modern translators often render the words as "jackals," but this seems inappropriate because jackals are not particularly fearsome or difficult to kill and don't live in swamps.
20. S. Czerkas and S. Czerkas, Dinosaurs: A Global View, Barnes and Noble Books, Spain, 1996, 179; P. Booker, A new Candidate for Leviathan? TJ 19(2):14–16, 2005.

21. D. Norman, The Illustrated Encyclopedia of Dinosaurs, Gramercy, New York, 1988, 170– 172; P. Wellnhofer, Pterosaurs: The Illustrated Encyclopedia of Prehistoric Flying Reptiles, Barnes and Noble, New York, 1991, 83–85, 135–136.
22. E.g., NIV Study Bible, Zondervan, Grand Rapids, Michigan, 1985.
23. New Living Translation: Holy Bible, Tyndale House Publishers, Wheaton, Illinois, 1996. Job 40:15: "Take a look at the mighty hippopotamus."
24. P. Taylor, The Great Dinosaur Mystery, Films for Christ, Mesa, Arizona, 1991. See also P. Taylor, The Great Dinosaur Mystery and the Bible, Accent Publications, Denver, Colorado, 1989.
25. D. Swift, "Messages on Stone," Creation 19(2):20–23, 1997.
26. C. Wieland, "Sensational dinosaur blood report," Creation 19(4):42–43, 1997.
27. D. Batten, "Buddy Davis—the creation music man (who makes dinosaurs)," Creation 19(3):49–51, 1997; M. Helder, Fresh Dinosaur Bones Found, Creation 14(3):16–17, 1992.
28. M. Schweitzer and T. Staedter, "The real Jurassic Park," Earth, pp. 55–57, June 1997. See report in Creation 19(4):42–43, which describes the careful testing that showed that hemoglobin was present.
29. K. Davies, "Duckbill dinosaurs (Hadrosauridae, Ornithischia) from the North Slope of Alaska," Journal of Paleontology 61(1):198–200, 1987.
30. Batten, "Buddy Davis—the creation music man," 1997.
31. S. Lucas, Dinosaurs: The Textbook, Wm. C. Brown Publishers, Dubuque, IA, 1994, 194– 196.
32. D. Marrs and V. Kylberg, Dino Cardz, 1991. Estemmenosuchus was a large mammal-like reptile. "Despite having menacing-looking fangs it apparently was a plant-eater." The authors possibly concluded this from its rear teeth.
33. K. Brandes, Vanishing Species, Time-Life Books, New York, 1974, 98.
34. P. Weston, "Bats: Sophistication in Miniature," Creation 21(1):28–31, 1999.
35. Morris, The Genesis Record, 78.
36. See chapter 21 for more on the possible origin of defense-attack structures.
37. For example, D. Ager, The New Catastrophism, Cambridge University Press, Cambridge, UK, 1993.
38. M. Crichton, The Lost World, Ballantine Books, New York, 1995, 122. "Dinosaurs were mostly small . . . . People always think they were huge, but the average dinosaur was the size of a sheep or a small pony." According to Horner and Lessem, The Complete T. Rex, 1993, 124: "Most dinosaurs were smaller than bulls." Compare these statements with T. L. Clarey and W. L. Tompkins in "Determining Average Dinosaur Size Using the Most Recent Comprehensive Body Mass Data Set" who find that "the median mass of a dinosaur is determined to be 630 kg (1389 lb), or the size of an American bison."
39. D. Lambert, A Field Guide to Dinosaurs, Avon Books, New York, 1983, 127.
40. G.M. Erickson, K.C. Rogers, and S.A. Yerby, "Dinosaurian growth patterns and rapid avian growth rates," Nature 412(6845):405–408, 429–433, July 26, 2001.
41. W. Mehlert, "On the origin of cats and carnivores," CEN Technical Journal, 9(1):106–120, 1995.
42. Norell et al., Discovering Dinosaurs in the American Museum of Natural History, figure 56, pp. 86–87. See Czerkas and Czerkas, Dinosaurs: A Global View, 151.
43. For example, reptiles drowned in a flash flood 200 million years ago, according to the interpretation put upon the reptile fossils discovered in Lubbock Quarry, Texas (The Weekend Australian, p. 32, November 26–27, 1983).See all footnotes
44. C. Wieland, ""Lost World" animals found!" Creation 19(1):10–13, 1996.
45. Anon., "Sensational Australian tree . . . like "finding a live dinosaur,"" Creation 17(2):13, 1995. See Anon., Melbourne Sun, February 6, 1980. More than 40 people claimed to have seen plesiosaurs off the Victorian coast (Australia) over recent years.
46. Anon., "Dinosaur hunt," Science Digest 89(5):21, 1981. See H. Regusters, Mokele-mbembe: an investigation into rumors concerning a strange animal in the Republic of Congo, 1981, Munger Africana Library Notes, 64: 2–32, 1982; M. Agmagna, "Results of the first Congolese mokele-mbembe expedition," Cryptozoology 2:103, 1983, as cited in Science Frontiers 33, 1983.
47. D. Catchpoole, "Mokele-mbembe: a living dinosaur?" Creation 21(4):24–25, 1999.See all footnotes
48. D. Swift, "Messages on Stone," Creation, 19(2):20–23, 1997.
49. C. Wieland, "Hello Dolly!" Creation 19(3):23, 1997.
50. Norell, Discovering Dinosaurs in the American Museum of Natural History, 13.
51. V. Morell, "Origin of birds: the dinosaur debate," Audubon, March– April 1997, p. 38.
52. Anon., "New 'birdosaur' not missing link!" Creation 15(3):3, 1993.
53. Anon., "'Birdosaur' more like a mole," Creation 15(4):7, 1993.
54. M. Browne, "Downy dinosaur reported," Cincinnati Enquirer, p. A13, October 19, 1996.
55. Anon., "Remains of feathered dinosaur bolster theory on origin of birds," Associated Press, New York, October 18, 1996.

56. B. Stieg, "Bones of contention," Philadelphia Inquirer, March 31, 1997.
57. P. Recer, "Birds linked to dinosaurs," Cincinnati Enquirer, p. A9, May 21, 1997.
58. Stieg, "Did birds evolve from dinosaurs?" The Philadelphia Inquirer, March 1997.
59. P. Recer, "Birds linked to dinosaurs," 1997.
60. A. Burke and A. Feduccia, "Developmental patterns and the identification of homologies in the avian hand," Science 278:666–668, 1997; A. Feduccia and J. Nowicki, "The hand of birds revealed by early bird embryos," Naturwissenschaften 89:391–393, 2002.
61. J. Ruben et al., "Lung structure and ventilation in theropod dinosaurs and early birds," Science 278:1267–1270, 1997.See all footnotes
62. A. Gibbons, "Plucking the feathered dinosaur," Science 278:1229, 1997.
63. J. Sarfati, "Ostrich eggs break dino-to-bird theory," Creation 25(1):34–35, 2002; M. Oard, Bird-dinosaur link challenged, CEN Technical Journal, 12(1):5–7, 1998.
64. For more on the problems with dinosaur-to-bird evolution, see chapter 24.

2015 © جملہ حقوق بحق **Answers in Genesis** محفوظ ہیں!